ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

نذرِ شہدائے بالاکوٹ

اے زمینِ بالاکوٹ اے کوہسارِ لالہ زار
تیرے سینے پہ بنے ہیں ان شہیدوں کے مزار

نام جن کے سیّد احمدؒ اور اسماعیلؒ ہیں
آج بھی جن کے مزاروں کے امیں جبریلؑ ہیں

سیّد احمدؒ جو تھا اپنے دَور کا سچّا امام
اور اسماعیل تھا بے شک محمدؐ کا غلام

یہ سپہ سالار تھے اُس لشکرِ اسلام کے
بت کدے جس نے گرائے شرک اور اوہام کے

سرزمینِ کفر میں اسلام کی تلوار تھے
قصرِ پاکستان کے یہ اوّلیں معمار تھے

ہے تقاضا دیر سے یہ گردشِ ایّام کا
کوئی تو لہرائے پھر تجھ پہ عَلَم اسلام کا

یکم مئی ۷۳ء —— آزاد شیرازی
مدیر تذکرہ لاہور

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر
مجاہد الحسینی

۳۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ
۴ مئی ۱۹۷۳ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

جلد ۱۸ شمارہ نمبر ۴۹
قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

ہماری نماز کیسی ہو؟

شجاع الرحمٰن صدیقی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

آج ہمارے معاشرے میں چاروں طرف جو برائیاں پھیلی ہوئی ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے (جو ایک ٹھوس حقیقت ہے) کہ ہم اس عظیم فرض سے بیگانہ ہو گئے ہیں اور اگر چند لوگ اس طرف توجہ بھی دیتے ہیں تو وہ بھی اتنی بے توجہی جلد بازی اور غلط طریقے پر اس عظیم فرض کو ادا کرتے ہیں کہ اس عظیم فرض کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ صاحب! نماز میں دل نہیں لگتا اور دنیاوی خیالات دل میں سمائے رہتے ہیں تو صاحب عرض تو یہی کرنا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نماز کو صحیح طریقے پر ادا نہیں کرتے اور جس طرح سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس کو ہم چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے، وقت کو ٹال دے اور وضو بھی اچھی طرح نہ کرے، رکوع و سجود بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت میں سیاہ رنگ میں بد دعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں تھوڑا بہت کام تبلیغ کے نام پر ہو رہا ہے اس کے علاوہ کہیں کوئی کوشش اس بات کی نہیں ہو رہی کہ ہم سچے مسلمان بن جائیں۔ ہماری عادات ہمارے اخلاق سنور جائیں۔

جہاں تک میرا مشاہدہ ہے اور میرے دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ یہ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی صحیح طور پر تبلیغ کا کام انجام نہیں دے رہے۔ وہ لوگ اٹھتے ہیں لیکن یک دم ایک اونچے مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں اور چھوٹی لیکن بنیادی باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جماعت سے تعلق رکھنے والے جس شہر، جس گلی جس کوچے میں جاتے وہ وہاں کے لوگوں کی عادات کو پرکھتے ان کے اعمال کی طرف توجہ دیتے کہ آیا ان کے ایمان کا کیا حال ہے؟ ان کے دلوں میں اخلاص ہے یا نہیں؟ ان کے کلمے درست ہیں یا نہیں ان کی نمازیں صحیح ہیں یا نہیں، ان کا اخلاق کیسا ہے؟ میرے خیال سے اس سے بڑی تبلیغ کیا ہو سکتی ہے کہ ہماری ادنیٰ سی کوششوں سے لوگوں میں اخلاص پیدا ہو جائے، ان کے کلمے اور ان کی نمازیں درست ہو جائیں۔ ان میں بھائی چارہ پیدا ہو جائے وہ ایک دوسرے کا حق پہچاننے لگیں اور خدائے بزرگ و برتر کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

وضو کرنے کا طریقہ اور اس کی اہمیت

وضو کی سب سے بڑی اہمیت تو یہی ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ نماز کی طرح وضو کے بھی بہت سے درجے ہیں جس درجہ کا وضو ہوگا اسی درجہ کی نماز ہوگی۔ مسواک کرنا بھی وضو کا ایک درجہ ہے جو کہ ایک بڑی سنت بھی ہے بزرگوں سے سنا ہے کہ مسواک سے اگر وضو کیا جائے اور نماز پڑھی جائے تو وہ نماز بغیر مسواک کے وضو سے ستر درجہ بلند ہوتی ہے۔ اسی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی"۔ ایک اور دوسری جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو پچیس درجہ المضاعف ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم وہ رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور خطا معاف ہو جاتی ہے"۔ عرض کرنے کا حاصل یہی ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہی ہیں اور وضو بھی کرتے ہیں تو کیوں نہ تھوڑی سی توجہ اور اطمینان سے کریں تاکہ جس اجر و ثواب کا یقین ہم اور آپ رکھتے ہیں وہ ہمیں اور آپ کو حاصل ہو جائے۔

طریقہ وضو وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ اور وضو کرتے وقت بسم اللہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے کہ یہ بہتر اور سنت ہے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے ہی اپنے دانت صاف کرے تاکہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے ہو سکتا ہے کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے جس کا روزہ ہو وہ صرف جہاں تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ پہنچائے۔ پھر تین دفعہ منہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک تمام حصہ کو اچھی طرح دھوئے دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔ داڑھی اگر ہے تو اس کو اچھی طرح سے تر کرے تاکہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین دفعہ داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔ اور انگوٹھی چھلا جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو اس کو ہلا لے تاکہ کہیں سوکھا نہ رہے پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے [illegible] طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے ملا کر ماتھے کی جڑ پر رکھے اور سر کے پچھلے حصہ کی طرف لے جائے اور پھر انگلیوں کو اٹھائے بغیر اسی طرح آگے کی طرف ماتھے تک لے آئے یہ سر کا مسح ہو گیا پھر کان کا مسح کرے اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کا انگوٹھوں سے مسح کرے پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ برا اور منع ہے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ کان کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ سر کے مسح سے بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ پھر داہنا پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے۔ بعض لوگوں کی ایڑی اور ٹخنے کا کچھ حصہ خشک رہ جاتا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے اگر کہیں بال برابر جگہ سوکھی رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا۔ خوب ذہن نشین کر لو بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے۔ لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان [illegible]

خدام الدین

۳۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ ہجری
۴ مئی ۱۹۷۳ء

جلد ۱۸ — شمارہ ۴۴

مندرجات

- شہداء بالاکوٹ
- ہماری نماز کیسی ہو
- اداریہ
- شذرات
- خطبہ جمعہ
- تحریک ختم نبوت میں جماعت اسلامی کا — رُخ کردار
- مشاہدات حجاز
- جب مرزا غلام احمد نے لدھیانہ میں — نبوت کا دعوے کیا
- مجلس احرار، ایک سر فروش اور بہادر جماعت
- قرآن، ایک مکمل ضابطہ حیات ہے
- مسلم قوم کا امتیازی تشخص ختم ہو گیا ہے
- حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی ایک اہم تقریر
- نعت الرسول
- طبی معلومات — موسم گرما کی — بیماریاں اور ان کی تدبیریں

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

قادیانیوں کے بارے میں پیپلز پارٹی کا موقف

پاکستان کے اسلامی آئین کے مطابق مرزائیوں کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

صوبائی وزیر تعمیرات و مواصلات میاں افتخار احمد تاری نے جامع اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں جلسہ عید میلاد النبی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔

"ہمارے مخالفین بالخصوص جماعت اسلامی والے پیپلز پارٹی پر یہ الزام لگاتے رہے کہ یہ مرزائی فرقہ کے قائدین کی ہدایات اور اشاروں پر چلتی ہے اور موجودہ حکومت کو ربوہ سے حکم آتے ہیں اگر یہ الزام درست ہوتا تو آئین میں اسلامی قوانین کو کیسے اپنایا جا سکتا تھا۔ نیز اس آئین میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان ہونے کو بنیاد بنا کر ان شکوک و شبہات کو قطعی دور کر دیا گیا جن کی آڑ میں پیپلز پارٹی کو ہدف تنقید بنایا جاتا تھا۔ (روزنامہ امروز لاہور۔ صفحہ ۲، ۲۱ اپریل ۱۹۷۳ء، ڈاک ایڈیشن)

میاں افتخار احمد تاری کے اس نعرۂ حق اور سچے مومنانہ عقائد و نظریات کے اظہار پر پورے ملک کے دینی و مذہبی حلقوں میں زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ کہ لاہور کے جس وزیر کی بابت اس کے لادینی نظریات اور ملحدانہ خیالات کو سب سے زیادہ ہدف تنقید بنایا گیا اور اس کے خلاف گمراہ کن پراپیگنڈہ کی زبردست مہم چلائی جا رہی تھی۔ اسی وزیر نے اپنے پاکیزہ عقاید و نظریات کو سب سے زیادہ واضح صورت میں پیش کیا ہے۔

میاں افتخار احمد تاری کے اس بیان سے ایک تو یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ پیپلز پارٹی من حیث الجماعت قادیانیوں کے عقائد و خیالات کو تحفظ نہیں دینا چاہتی اور ثانیاً یہ کہ "اسلامی آئین اور قادیانیت" دو متضاد چیزیں ہیں۔ جو لوگ یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ پیپلز پارٹی یا صدر بھٹو ربوہ کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں اس کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس قسم کے پروپیگنڈہ باز بھٹو دشمنی میں اس حد تک آگے گئے تھے کہ انھوں نے اپنے طرز عمل سے قادیانیوں کا وقار بلند کرنے اور خواہ مخواہ اسے حکمران جماعت کی تائید و حمایت کا سہارا دینے کی کوشش کی تھی حالانکہ معاملہ بالکل برعکس تھا۔

میاں افتخار احمد تاری کے عقائد و نظریات جتنی برصداقت ہیں کہ پیپلز پارٹی یا صدر بھٹو اگر قادیانیوں سے متاثر ہوتے یا ان کی ہدایات اور مشوروں پر عمل کرتے تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی اساس پر اسلامی آئین ہرگز نہ بناتے۔

جب حکمران جماعت اس اصول کو خود تسلیم کرتی ہے اور اس جماعت کے رہنما اپنے پاکیزہ خیالات کا برملا اظہار بھی کر رہے ہیں تو اب اس میں تاخیر نہ ہونی چاہیئے کہ ختم نبوت کی اساس پر مرتب کردہ آئین کی روشنی میں قادیانیوں کو خواہ وہ ربوہ سے متعلق ہوں یا لاہوری جماعت سے۔ عقیدہ ختم نبوت کی مخالفت کے باعث غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اقدام کم سے کم صورت ہے جو حضرت علامہ اقبالؒ نے مرزائیوں کی بہتری اور ان کے تحفظ کے لیے تجویز کیا تھا اور جسے پورے برصغیر کے مسلمانان کرام دینی جماعتوں اور اہل اسلام کی تائید و حمایت حاصل ہے۔

ہم میاں افتخار احمد تاری وزیر تعمیرات و مواصلات سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ وہ نئے اسلامی آئین کے عملاً نفاذ کے وقت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں پیش پیش ہوں گے تاکہ ختم نبوت کی اساس پر مرتب شدہ "اسلامی آئین" کی کسی شخص یا جماعت کو خلاف ورزی کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

● علماء اور غلامی کی حمایت؟

مولانا کوثر نیازی نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام یوم اقبال کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

حیرت ہے کہ اسلام کے نام لیواؤں اور فکر اقبال کے مدعی علماء نے قومی اسمبلی میں حکومتی پارٹی کی اس تجویز کی مخالفت کی کہ غلامی کو غیر آئینی قرار دیا جائے۔ ان علماء نے موقف اختیار کیا کہ اسلام میں غلامی جائز ہے۔ مولانا نے بتایا کہ رسول اکرمؐ نے بتدریج غلامی کو ختم کیا اور فرمایا کہ وہ قیامت کے روز ان لوگوں کے خلاف مدعی ہوں گے جو انسانوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں انھوں نے کہا حضور سرور کونینؐ کے اس ارشاد کے باوجود بعض علماء آج کے دور میں غلامی کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر آپ دشمن کے قیدیوں کو اپنا غلام بنائیں گے تو پھر جنگی قیدیوں کی رہائی کے معاملہ میں پاکستان کو جو پوری دنیا کی حمایت حاصل ہے اس پر برے اثرات مرتب ہوں گے۔

روزنامہ مشرق لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء

مولانا کوثر نیازی نے غلامی کی حمایت کرنے والے علماء کے

تمام مظاہر ہیں کیسے ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ "ذات شریف" کونسی ہے جس نے غلامی کی حمایت کی ہے اگر اس سے مراد جناب مودودی صاحب کی ذات شریفہ یا ان کی جماعت کے رہنما ہیں تو بات صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ متحدہ ہندوستان میں دیگر سرکاری درباری" نام نہاد علماء کے دوش بدوش وہ تحریک آزادی میں حصہ لینے والے اور غلامی کے خلاف جہاد کرنے والے علماء کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ کرنے میں سرگرم عمل اور پیش پیش تھے۔ لیکن اہل حق علماء نے غلامی کے خلاف جو جہاد کیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے جو عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں تاریخ حق کے صفحات ان کے زریں کارناموں سے جگمگا رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ دنوں لائلپور کی ایک تقریب میں جناب نیازی صاحب نے خود ان الفاظ میں علماء حق کی خدمات کا اعتراف کیا ہے کہ تحریک آزادی کا تذکرہ اس وقت تک نامکمل رہے گا۔ جب تک اس میں مولانا سید حسین احمد مدنی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اسماء گرامی نہ لیے جائیں اور تحریک پاکستان کا تذکرہ ادھورا ہوگا جب تک مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی خدمات کا اعتراف نہ کیا جائے۔

مولانا کوثر نیازی کے اس اعتراف کے بعد علماء حق پر غلامی کی تائید و حمایت کا الزام عائد کرنا کسی طور بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ علماء حق تو آج بھی ہر قسم کی غلامی کے خلاف سینہ سپر اور مصروف جہاد ہیں۔

● رقص اور حادثہ ......!

ایک اخباری اطلاع کے مطابق لاہور سے بائیس میل دور جی ٹی روڈ پر موضع کھوڑی کے قریب ایک بس اور کار میں تصادم کے باعث پانچ افراد لقمۂ اجل بن گئے عینی شاہدوں کے بیان کے مطابق دو بسیں برات لے کر لاہور سے گوجرانوالہ کو جا رہی تھیں بسیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ بس میں ریکارڈنگ ہو رہی تھی ––– برات کی یہ بسیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیوں کر رہی تھیں انہیں بھی دوسری بسوں کی روزانہ مسابقت کی طرح کیا ان سواریوں کی خاطر اس طرح کی حرکت مقصود تھی؟ نہیں ––– بلکہ یہ ان کی عادت ثانیہ اور روز مرہ کا معمول ہے بلکہ مسابقت ان کی شوخیٔ طبع بن گئی ہے۔ باقی رہا ––– براتوں سے بھری ہوئی چلتی بس میں لڑکی کے رقص کا مسئلہ ––– جب بسوں میں ریکارڈنگ اور فحش گانوں کی اجازت ہے اس کے خلاف نہ ارباب حکومت ہی کوئی نوٹس لیتے ہیں۔ اور نہ ہی عوام ––– بلکہ ہمارے عوام کا "مزاج شریف" یہ بن گیا ہے کہ جن بسوں اور ٹیکسیوں میں اچھی ریکارڈنگ کا انتظام نہیں ہے ان میں سواری کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

یہ قوم ––– خداوند قدوس کے عذاب میں مبتلا ہے اور بسوں کے یہ روزمرہ کے حادثات، بسوں کا ایک دوسرے سے آگے بڑھنا صرف دولت اور سرمایہ کے لیے ––– ؟ کثرت مال و دولت کی محبت اور اس کے لیے مسابقت کو ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ،

کہ کثرت مال و دولت کی محبت نے تمہیں غفلت میں ڈال دیا ہے یہاں تک کہ تمہیں قبروں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

قوم کے افراد کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور خوب غور کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں، اور یوں پوری تیز رفتاری کے ساتھ کدھر جا رہے ہیں؟

● نیا آئین اور مسئلہ ختم نبوت

قومی اسمبلی کے رکن چوہدری جہانگیر علی (سرگودھا) نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر بھٹو کی سرپرستی میں نافذ ہونے والے آئین میں پہلی مرتبہ ختم نبوت کو مسلّمہ حقیقت قرار دیا گیا ہے اور اس آئین کے تحت حلف اٹھانے والے صدر اور وزیر اعظم مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

(امروز ۲۶؍اپریل ۱۹۷۳ء)

ختم نبوت کی اساس پر نئے آئین کا نفاذ واقعی ایک مستحسن اقدام ہے اور جن علماء کرام نے صدر اور وزیر اعظم کے حلف ناموں میں ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کے اعلان کو شامل کرایا ہے مبارکباد کے لائق ہیں نیز چوہدری جہانگیر علی کی طرف سے سرگودھا میں مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت کا اظہار اس لیے بھی ضروری تھا کہ اس علاقہ میں منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی تھیں اور سرگودھا سے ربوہ کا فاصلہ بھی کوئی زیادہ نہیں۔

نئے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کو زبردست اہمیت دی گئی ہے قومی اسمبلی کے اراکین اور پیپلز پارٹی کے رہنما خصوصی اہتمام کے ساتھ اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

اس کے بالمقابل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رکن صوبائی اسمبلی مسٹر عبدالرحمٰن جامی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مرزائیوں کے ایک وفد نے راولپنڈی میں مل کر ان سے کہا تھا کہ میں آئین میں شامل مسلمان کی تعریف کے متعلق شق سے "خاتم النبیین" کے الفاظ حذف کرنے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کروں لیکن میں نے اس سلسلہ میں مرزائیوں کی اعانت کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے کہا میں مرزائیوں کے وفد کو قومی اسمبلی کے رکن افضل رندھاوا کے پاس لے گیا تھا لیکن میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ میں وفد کے موقف کے خلاف ہوں۔ مسٹر جامی نے کہا کہ آئین متفقہ طور پر بنا ہے جس میں حزب اختلاف کا کردار قابل تعریف ہے۔

(روزنامہ امروز ۲۷؍اپریل ۱۹۷۳ء)

قومی اسمبلی کے رکن چوہدری جہانگیر علی اور صوبائی اسمبلی کے رکن مسٹر جامی کے ان بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ الیکشن کے زمانہ میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ تعاون کر کے اس سے جو اپنے تحفظ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اس میں انہیں سخت ناکامی اور مایوسی ہوئی ہے اور اب وہ نئے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مولانا قاسمی کا اخراج ––– مستحسن اقدام

لاہور ۲۷؍اپریل۔ جمعیۃ علماء اسلام شہر لاہور کا ایک اجلاس جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا ضیاء القاسمی کے جمعیۃ سے اخراج کو مستحسن اقدام قرار دیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں حضرت مولانا عبیداللہ درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا عبیداللہ انور اور حضرت مولانا مفتی عبدالواحد کی طرف سے جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا ضیاء القاسمی کو جماعتی فیصلوں کی خلاف ورزی کرنے اور صوبہ جاتی بنیادوں پر منافرت انگیز بیانات دینے کے جرم میں ان کے عہدہ سے انہیں علیحدہ کرنے اور بنیادی رکنیت ختم کر دینے پر مبارکباد دیتے ہوئے اسے ایک دانشمندانہ صحیح اور مستحسن اقدام قرار دیا گیا۔

دریں اثناء سرگودھا، لائلپور، جھنگ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، بورے والا، جڑانوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سانگلہ ہل، کمالیہ، شورکوٹ اور پنجاب بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخوں نے مرکزی رہنماؤں کے اس فیصلہ کی پر زور تائید کی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کے رہنماؤں مولانا قاری غلام محمد اور مولانا محمد فاروق نے ایک بیان میں قاسمی صاحب کی ۱۶؍اپریل کو جھنگ میں ہونے والی نامکمل تقریر کو شدید اشتعال انگیز قرار دیا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے رہنماؤں مولانا محمد عمر لدھیانوی، مولانا محمد اختر صدیقی، مولانا حکیم بابا سلطان احمد قاری عبدالسلام اور مولانا حکیم انیس الدین انیس نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا قاسمی کی ۲۰؍اپریل کو نماز جمعہ سے قبل غلام محمد آباد میں کی گئی تقریر پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ مولانا قاسمی نے اپنے وقار کی گرتی ہوئی دیوار کو علاقائی عصبیت پھیلا کر سہارا دینے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

اجتماع
جمعۃ المبارک
۲۰ر اپریل ۱۹۷۳ء

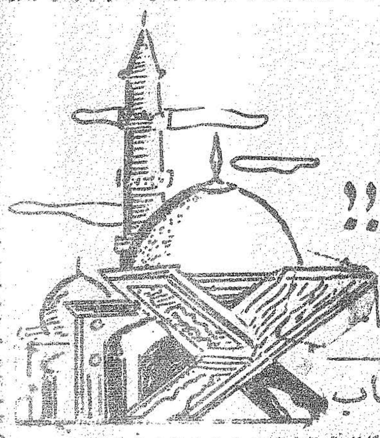
مرتب
عبدالرشید انصاری

شہدائے بالاکوٹ نے

اسلام کا نام اونچا کرنے کیلیے جان کی بازی لگائی تھی !!

ہمارے اکابر کے سامنے جبر و استبداد کی تمام قوتوں نے دم توڑ دیا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب



الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۸ (سورۃ السبا)

اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لیے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضور سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ اس حیثیت سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا بھر کا ہادی اور رہبر بنایا۔ پیغام خداوندی ماننے والوں کو اعمال صالحہ کی طرف متوجہ کرنا، ان کی عملی رہنمائی کرنا اور اس حسن عمل پر انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور فلاح و نجات کی خوشخبری سنانا نیز نافرمانوں اور احکام الٰہی سے روگردانی و سرتابی کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنا کہ اعمال بد کا نتیجہ کبھی اچھا نہ ہوگا بدی کے نتیجے میں بدی ہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بعثت پیغمبری کے مقاصد میں درج کیا گیا۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے آداب، اخلاق، معاملات، معیشت و معاشرت غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے جو رہنما اصول و ضوابط اور طریق و قوانین پیش کیے آج دنیا بھر میں جو نظام وضع کیے گئے یا کیے جا رہے ہیں سب انہی سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہیں۔ لیکن غیر مسلم اقوام چونکہ بنیادی طور پر اسلام کی مخالف ہیں اس لئے انہوں نے اسلامی اصول و قوانین کو باضابطہ مان لینا اپنی توہین سمجھا اور اپنے اپنے نظاموں کے الگ الگ نام رکھ کر اسلامی قوانین کو ان میں سمو لیا۔ اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور ترقی و خوشحالی سے ہمکنار ہو گئے اس لیے درحقیقت دنیا کا نظام اسلام کا خوشہ چیں ہے۔ لیکن تعصب، لالچ اور کبر و نخوت نے انہیں علی الاعلان اعتراف حق کے بجائے جھوٹ اور ہٹ دھرمی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے جس دین کا آغاز کیا تھا وہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر مکمل ہو گیا۔ اس دین کو آپ کے بعد دنیا تک پہنچانے اور لوگوں پر اس کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے کا فریضہ تبلیغ امت مسلمہ کے سپرد کیا گیا تھا

لیکن یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ کروڑوں مسلمانوں اور ڈیڑھ درجن سے زاید مسلم مملکتوں کے ہوتے ہوئے اس اجتماعی فریضہ کی ادائیگی کا باقاعدہ کوئی اہتمام نہیں ہے لیکن اہل حق علماء ربانی اپنے فرض منصبی کو اپنی اپنی بساط کے مطابق ہمیشہ کی طرح ادا کرتے جا رہے ہیں یہ مساجد اور دینی مدارس دراصل تبلیغ اسلام کے مراکز اور حفاظت اسلام کے قلعے ہیں اور یہ بات بہت ہی افسوسناک اور پریشان کن ہے کہ مسلمانوں کا مسجد و مدرسہ سے تعلق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے فریضہ تبلیغ کو تو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ كَانَ آيَةً میری طرف سے بتائی گئی ہر بات دوسروں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت کیوں نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار ساتھیوں نے دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام عرب کے ریگزاروں سے نکل کر چین کے اگلے کناروں تک پھیل گیا اور دنیا سچائی اور نیکی کے خدائی پیغام کی ضیا پاشیوں سے بقعۂ نور بن گئی۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اسلام کے ماننے والوں کو مکہ کے وڈیروں، سرمایہ داروں اور رئیسوں نے جلاوطن کیا تھا اسی اسلام کے چاہنے والوں نے قیصر و کسریٰ جیسی مملکتوں کو زیرنگیں بنایا۔ اور ان کے ظلم و استبداد کی بیخ و بن اکھاڑ دی۔

علماء حق آج بھی اسلام کی ابدی صداقتوں کی اسی شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں بعض اہل غرض ان کی مخالفت کرتے اور انہیں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف زہر پھیلایا جاتا ہے اور انہیں بے ضرورت ثابت کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں وجہ دراصل یہ ہے کہ مساجد و مدارس اور اہل اللہ کی خانقاہیں ہی وہ جگہیں ہیں جہاں سے ہر دور میں سچائی کی آواز بلند ہوتی ہے اس لیے مفاد پرست اور مجرم ضمیر اہل حق و علماء اور اصحاب زر کو ہر وقت ان سے خوف لاحق رہتا ہے یہ لوگ برائیاں چھوڑ کر خود اچھے بننے کی بجائے بے غرض دینے والا خدا پرستوں کو برا ثابت کرنے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ بعض برے لوگ نیک لوگوں کی صفوں میں آ کر اپنی بدعملیوں سے ان کے وقار کو مجروح کرتے ہیں تاکہ عوام الناس ان سے متنفر ہو جائیں اور ان کی اچھی اور سچی پکار پر لبیک

نہ کہیں لیکن اہل حق نے کسی طرح کے خوف و لالچ کی کبھی پروا نہیں کی انہوں نے سرمایہ و دولت کی دلآویزیوں اور اقتدار کی ستم رانیوں کو خاطر میں لائے بغیر اعلائے کلمۃ الحق کا پرچم ہر دور میں بلند رکھا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رح، حضرت احمد بن حنبل رح جیسی ہستیاں عظمت کے وہ مینار ہیں جن کے سامنے جبر و استبداد کی تمام قوتوں نے دم توڑ دیا لیکن راہ حق میں ان کے قدم کبھی نہ ڈگمگائے۔ برصغیر کی تاریخ کے اوراق علماء ربانی کی حق گوئی و بے باکی اور جرأت و مردانگی کی گواہی دے رہے ہیں۔ امام ولی اللہ دہلوی رح، حضرت شاہ عبدالعزیز رح، مولانا محمد قاسم نانوتوی رح سے لے کر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر شریعت اور حضرت لاہوری رح تک تمام اکابرین باطل قوتوں کے خلاف ہمیشہ برسرپیکار رہے وہ باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور اعمال و اخلاق سے دنیا کے سامنے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اسوۂ پیغمبری کی پیروی کا بہترین نمونہ پیش کرتے رہے۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے جب سر دھڑ کی بازی لگانے والوں کا ذکر کیا جائے تو سید احمد شہید رح اور شاہ اسماعیل شہید رح کے اسماء گرامی بے ساختہ زبان پر آ جاتے ہیں جنہوں نے بالاکوٹ کی سنگلاخ وادیوں کو اپنے مقدس خون سے لالہ زار بنا دیا تھا۔ ان لوگوں نے ملک و سلطنت کے لیے نہیں صرف اور صرف باطل کے استیصال اور اسلام کا نام اونچا کرنے کے لیے جان کی بازی لگائی تھی اور رتبہ شہادت نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ان کے سامنے اگر دنیا کا کوئی لالچ یا مفاد ہوتا تو وہ اپنی جانیں قربان نہ کرتے انہوں نے تو راہ حق میں سر تن سے جدا کروا کر اور گولیوں سے سینے چھلنی کروا کر بھی یہی کہا کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن صد افسوس کہ ہم نے اکابر کی قربانیوں اور عظیم روایات کو فراموش کر دیا ہم نے اپنے اندر قوت عمل اور اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی بجائے سستی و کاہلی اور انتشار و افتراق کو جگہ دی۔ پچیس سال پہلے برصغیر کے مسلمان تین جگہوں پر تقسیم ہو گئے۔ اب یہ تقسیم اپنے حقیقی خد و خال کے ساتھ سامنے آ گئی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان پہلے ہی ہم سے کٹ چکے تھے لیکن اب مشرقی پاکستان بھی کٹ گیا بنگالی مسلمان اپنی جگہ ہم اپنی جگہ اور ہندوستانی مسلمان اپنی جگہ

باقی صفحہ

تحریکِ ختمِ نبوت میں جماعتِ اسلامی کا رُخِ کردار

جماعت کے کسی ایک رُکن کو بھی یہ اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ ہم سولِ نافرمانی یا راست اقدام سے علیحدہ ہیں

مودودی صاحب نے تحریک ختم نبوت سے علیحدگی اس لیے اختیار نہ کی کہ اگر حکومت نے مطالبات مان لیے اور تحریک کامیاب ہوگئی تو ہم لوگوں کو بتائیں گے کہ "یہ ہمارے ہی زورِ قلم کا اعجاز ہے ورنہ اعلان کر دیں گے کہ ہم تو شروع ہی سے سمجھا رہے تھے کہ ایسا اقدام نہ کرو۔ اب تحریک کی ناکامی کی ذمہ داری انہی "بے تدبیروں" پر عاید ہوتی ہے۔

قسط نمبر ۵

مجاہد الحسینی

● جماعتِ اسلامی کی شوریٰ کا فیصلہ

ممکن ہے میری ان معروضات پر جماعت اسلامی کے رہنما یہ فرمائیں کہ ہماری تحریروں کو غلط معنی پہنا کر مفہوم مخالف مراد لیا جا رہا ہے۔ ہم لمحہ بھر کے لیے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ۲۶ر فروری کو کراچی کے اجلاس میں جماعت اسلامی کو سول نافرمانی سے علیحدگی کا اعلان کرنے سے خطالکر کا وٹ نے محروم کر دیا تھا لیکن ہم ۵ مارچ کو لاہور میں جماعت اسلامی پاکستان کی مجلس شوریٰ نے جو فیصلہ کیا تھا — اور اس نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ یہ تھا کہ۔

اگر عوام کے ایسے مطالبات کو جن کے پیچھے دلیل کی طاقت بھی ہو۔ اور رائے عامہ کی طاقت بھی بلا دلیل رد کر دیا جائے تو عوام میں اس سے غصے اور ناراضگی کا پیدا ہونا بالکل ایک قدرتی بات ہے یہی باتیں ہیں جو بالآخر لوگوں کو غیر آئینی طریقے اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ ہم — حکومت سے پوچھتے ہیں کہ جب ایک بات دلیل سے ثابت کر دی جائے اور آپ اسے بے دلیل رد کر دیں اور جب وہ تمام طریقے بھی اختیار کر لیے جائیں جن سے کسی مطالبے کو عوامی مطالبہ ثابت کیا جا سکتا ہے اور پھر بھی آپ اسے مان کر نہ دیں — تو آخر لوگ کیا کریں —؟ (تسنیم ۷ر مارچ ۱۹۵۳ء)

اس قرارداد میں تحریک تحفظ ختم نبوت — کے متعلق جماعتِ اسلامی نے جو ذمہ داریاں اٹھانے کا اعلان کیا وہ یہ تھا کہ:-

۱:- پنجاب کے سوا دوسرے صوبوں کے باشندوں کو قادیانی مسئلہ کی نوعیت اور اہمیت سے واقف بنایا جائے۔

۲:- راست اقدام کی بدولت جو لوگ تشدد اور ظلم کا شکار ہو رہے ہیں ان کی خبر گیری کا انتظام کیا جائے۔

۳:- عوام کے اصل مطالبے کو جن کے لیے اتنی قربانیاں کی جا رہی ہیں منوانے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کیے جائیں! (تسنیم ۷ر مارچ ۱۹۵۳ء)

مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی پاکستان کی طرف سے شائع شدہ قرارداد کا شروع سے آخر تک بغور مطالعہ فرمایئے۔ اس میں تحریک کو مؤثر اور مضبوط طریقہ پر چلانے کی اہمیت کا ذکر تو موجود ہے۔ مگر آپ جماعت اسلامی کے ایک ادنیٰ کارکن کی طرف سے اس قسم کا اعلان کہیں نہیں پائیں گے۔ کہ جماعت اسلامی سول نافرمانی — یا راست اقدام سے قطعی طور پر علیحدہ ہے۔

● گورنر ہاؤس ایک اجلاس

۵ مارچ کو پنجاب گورنمنٹ ہاؤس میں گورنر پنجاب مسٹر چندریگر مرحوم نے جب سیاسی رہنماؤں اور عمائدین شہر کی ایک کانفرنس طلب کی تھی۔ اور اس میں امیر جماعت اسلامی مودودی صاحب کو مدعو کیا گیا تھا۔ تو مودودی صاحب نے سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں، عمائدین حکومت اور معززین شہر کے سامنے جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ یہ تھا۔ جسے تسنیم نے پنجاب آتش فشاں بن چکا ہے۔ اور حکومت امن کا وعظ کر رہی ہے کی تین کالمی سرخی سے شائع کیا تھا۔

"چنانچہ میں اس امید پر وہاں گیا کہ اس آگ کو بجھانے کے لیے کوئی خدمت انجام دے سکوں میں نے صورت حال کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ ایک طرف ان تمام اسباب کا خاتمہ کیا جائے جن سے اپنی ہی قوم کی پولیس اور فوج اپنی ہی قوم کے خلاف استعمال ہو رہی ہے اور دوسری طرف عوام کے مطالبات پر گفتگو کی جائے اور یا دلیل کی طاقت سے عوام کی بات مانی جائے پھر دلیل ہی کی طاقت سے عوام کو قائل کیا جائے (تسنیم ۷ر مارچ ۱۹۵۳ء)

اس "اجتماعِ خاص" میں ذمہ داران حکومت موجود تھے — مودودی صاحب کسی بزرگ کے کان میں ہی یہ بات کہہ دیتے کہ ہم تو تحریک کے ساتھ نہیں ہیں یہ صرف احرار کی شرارت ہے — جو اپنے نام اور سہرے کی خاطر لوگوں کے مال و جان کو جوئے کے داؤں پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ قائدین تحریک نے ایک قرارداد کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں اور میری جماعت اسلامی ۲۶ر فروری کو ہی سول نافرمانی سے علیحدگی کا اعلان کر رہی تھی مگر حکومت نے چونکہ دو سرکردہ دن سلطان احمد کے حوالے کر کے ہمیں سول نافرمانی سے علیحدگی کا اعلان کرنے سے محروم کر دیا تھا۔ اسلئے آج اس "بھری محفل" میں تحریک سے علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں تاکہ حکومت اور عوام میرے اور میری جماعت اسلامی کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔

لیکن مودودی صاحب نے ایک فاتح حکمران کے سے انداز میں (گویا آپ دوسرے دن ہی ملک کا نظم ونسق سنبھالنے والے تھے) — فرمایا کہ — پنجاب آتش فشاں بن چکا ہے اور حکومت امن کا وعظ کر رہی ہے۔

کیا مودودی صاحب کے یہ فقرے جلتی پر تیل کا کام نہیں دے رہے تھے۔

در اصل — مودودی صاحب ایسی گومگو پالیسی اس لیے اختیار کر رہے تھے کہ تحریک چونکہ اپنے پورے شباب پر تھی اور عوام کی بے پناہ طاقت مطالبات کی پشت پر تھی ایسے حالات میں اگر مطالبات تسلیم کر لیے گئے تو جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کی طرف سے فوراً یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ سب ہماری ہی مؤثر تدابیر کا نتیجہ — اور ہمارے ہی "زورِ قلم" کا اعجاز ہے کہ مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں۔ اور — اگر خدانخواستہ مطالبات نامنظور کر دیئے گئے — یا حکومت نے جبر وتشدد کے ساتھ تحریک کو کچل دیا اور ناکام بنا دیا تو بھی مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو اس مفہوم کا اعلان کرنے کا موقع میسر آ جائے گا۔ کہ ہم تو شروع ہی سے ان "مولویوں" کو سمجھا رہے تھے کہ تم لوگ ایسا اقدام نہ کرو۔ اس کے نتائج اچھے مرتب نہیں ہوں گے لیکن انہوں نے ہماری ایک نہ مانی۔ اب تحریک کی ناکامی کی ذمہ داری انہی "بے تدبیروں" پر عاید ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ)

مشاہداتِ حجاز

مجاہد الحسینی

دنیا کے ۲۷ ممالک میں پاکستانی حجاج کی تعداد سب سے زیادہ تھی

سعودی حکومت نے بنگلہ دیش کے بجائے مشرقی پاکستان کو تسلیم کیا

روس سے کوئی بھی مسلمان فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے نہ آسکا

میدانِ عرفات میں "ربنا! ربنا" کی پرسوز دعاؤں نے عجیب سماں باندھ رکھا تھا۔

قسط نمبر ۶

نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر ہم لوگ اپنے اپنے خیموں میں آگئے۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر بادلوں کی سفید سفید ٹکڑیاں تیر رہی تھیں۔ چاندنی رات اور خنکی کے باعث بھیگی بھیگی فضا دور دور تک سفید خیموں کی لاتعداد قطاریں رات کے سناٹے میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" — اور "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" کی پرسوز صداؤں نے ایک عجیب سماں باندھ رکھا تھا۔ رات کے آخری حصہ میں ہلکی ہلکی بوندا باندی کے باعث خنکی میں اضافہ ہو گیا تھا بس یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور ان کی سازشوں کے ستائے ہوئے اور خود اپنی بے عملیوں اور بے تدبیریوں سے دل گرفتہ فرزندانِ اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے فضاءِ خنک میں ٹھنڈے سانس کے مواقع فراہم کیے ہیں، اور دکھوں کی ماری پریشان حال اُمّتِ محمدیہ پر ابرِ رحمت برسایا گیا ہے کیوں نہ ہو — یہ میدان جبلِ رحمت کے دامن میں واقع ہے۔ اس میدان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایات اور فضل و احسان کے لیے منتخب کرلیا ہے۔ یہی وہ مقدس میدان اور پاکیزہ سرزمین ہے جس کی بابت پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی احرام باندھے ہوئے اور مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے یومِ عرفہ کو طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ شمس سے پہلے پہلے داخل ہو گیا اور عرفات میں سنتِ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وقوف کیا اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور امتِ محمدیہ کا وہ فرد تمام گناہوں سے اس طرح پاک دامن ہو جاتا ہے گویا وہ ماں کے بطن سے پیدا ہونے والا ایک معصوم بچہ ہے۔ یہی وہ میدانِ عرفات ہے جس میں آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کی ملاقات ہوئی تھی اور بعض تاریخی روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام لنکا کے علاقے سے آکر اور حضرت حوّا علیہا السلام جدّہ سے چل کر جب اس میدان میں تشریف لائے تھے تو ایک مدت کے بعد ایک دوسرے کی پہچان ہوئی تھی اس معرفت کی مناسبت سے ہی اس میدان کو عرفات کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ عرفات میں وقوف حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آرہا ہے جب حضرت جبریل علیہ السلام اس میدان میں حضرت ابراہیمؑ کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے تو حضرت ابراہیمؑ نے جواباً فرمایا عرفتُ عرفتُ کہ میں نے پہچان لیا یا میں سمجھ گیا اس وقت سے اس کا نام عرفات پڑ گیا۔

بہر نوع عرفات کی تاریخی حیثیت سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ عرفات میں وقوف کیا کرتے تھے اور جب سورج پہاڑیوں کی چوٹیوں پر آجاتا تو عرفات سے نکلنا شروع ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دورِ جاہلیت کے تمام رسم و رواج اور طریقِ کار کو یکسر تبدیل کر دیا اور عرفات چھوڑنے کا وقت غروبِ آفتاب مقرر فرمایا — میدانِ عرفات کی بابت بعض روایات میں ہے کہ قیامت کے روز حشر کے لیے بھی یہی میدان منتخب کیا جائے گا۔ بعض نے بیت المقدس کا علاقہ قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بہرحال — میدانِ عرفات بڑی ہی رحمتوں اور برکتوں والا علاقہ ہے۔ اس میں عبادت اور خداوند قدوس کے ذکر و فکر کا ثواب بے حد و حساب ہے — اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ محض رضاءِ الٰہی اس کی خوشنودی اور اس کے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی خاطر دنیا کی ہر آسائش اور ہر مادّی اسباب و ذرائع کو خیرباد کہہ کر بنگے سر صرف دو چادروں میں ملبوس انسان جب دور دراز سے آکر اس میدان میں خداوند قدوس کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گا اور زار و قطار رو رو کر اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ تائب ہوگا تو اللہ میاں ایسے شخص پر اپنی رحمتوں اور فضل و کرم کی بے پایاں بارش خود برسائے گا۔

دعاؤں، آہوں اور سسکیوں کا مرکز

میدانِ عرفات میں اس مرتبہ دنیا بھر سے بے شمار حجاج کرام تشریف لائے تھے شاید ہی دنیا کا کوئی خطہ ایسا ہوگا جہاں کے لوگ اس سال حج بیت اللہ کے لیے سرزمینِ حجاز میں حاضر نہ ہوئے ہوں۔ بے چین اور مضطرب دنیائے انسانیت کے لیے وجہ سکون و عافیت اور قلبی و روحانی تسکین کا باعث بیت اللہ اور روضۂ اطہر کے علاوہ اور کون سا مقام ہو سکتا ہے۔؟

میدانِ عرفات فرزندانِ اسلام کی توبہ و استغفار کا مرکز — اور خداوند قدوس کے حضور رو رو کر فریاد کرتے اور کپکپاتے ہونٹوں، سسکیوں اور آہوں کے ساتھ عاجزانہ انداز میں "رَبَّنَا! رَبَّنَا" پکارتے انسانوں کی وسیع و عریض بستی ہے۔

گوش برآواز ہو کر ذرا سنیے! وہ خیمہ اردن، شام اور مصر کے حجاج کرام کا ہے جس میں سے دعاؤں کے یہ الفاظ سنائی دے رہے ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحمت نازل نہیں کرے گا تو ہم زبردست نقصان اٹھانے والے اور خسارے میں رہیں گے۔

اسی خیمے کے ساتھ ہی پاکستانی جنگی قیدیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے بھارت

کے ظالمانہ شکنجے سے نجات پاکر آنے والا زخمی قیدی رو رو کر آہ و زاری کرتے ہوئے خداوند قدوس کے حضور دست بدعا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (یونس ۸۵)۔ اے پروردگار ہمیں اس ظالم گروہ کے لیے آزمائشوں کا موجب نہ بنائیو! بلکہ اپنی رحمت سے اس کافر قوم کے پنجۂ استبداد سے نجات عطا فرما دیجیے!

وہ خیمہ مشرقی پاکستان روٹھے ہوئے بھائی کا ہے وہ بھی رو رو کر دعا کر رہا ہے۔

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ (۳
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ ۲۶)
تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اے اللہ تعالیٰ۔ تو ہی مالک الملک ہے تو جسے چاہے مملکت بخش دے۔ جسے چاہے عزت وعظمت عطا فرما دے اور جسے چاہے ذلیل وخوار کر دے تیرے ہی ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور تیری قدرت کاملہ سے کوئی چیز باہر نہیں۔

• اور یہ ایک سعودی عرب کا باشندہ لحن حجازی میں پکار رہا ہے۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۳-۸)

اے ہمارے رب۔ ہمیں رشد و ہدایت کی نعمتوں سے مالا مال کرنے کے بعد اب اس سے محروم نہ کر دینا اور ہمارے دل ڈانواں ڈول نہ کرنا ہم پر اپنی رحمتوں کی نوازشات کرنا یقیناً تیری ہی سب سے بڑی بخشش وعنایات والی ذات ہے۔

دعاؤں اور فریادوں کا یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ نماز تہجد کے بعد فجر کا وقت ہوگیا۔ سحر طلوع ہوگئی اور حجاج کرام اپنے اپنے خیموں سے نکل کر باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے صف بستہ ہوگئے نماز فجر کے بعد کچھ وقت ذکر اذکار اور تلاوت قرآن مجید میں صرف ہوا۔ پھر ہم جبل رحمت کی طرف گئے ــــــ اس مقدس پہاڑ پہ انسانوں کا اجتماع عظیم دیکھ کر دور سے پتھروں کا نہیں انسانوں کا پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔

"جبل رحمت" کی چوٹی پہ سفید پتھر کا اونچا نشان دور سے نظر آ رہا تھا۔ ہم سب لبیک اللّٰھم لبیک کی صداؤں کے ساتھ جبل رحمت کے قریب پہنچ گئے

• پاکستان اور جنگی قیدیوں کے لیے عاجزانہ دعائیں

جبل رحمت وہی پہاڑ ہے جس کے دامن میں کھڑے ہوکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمایا کرتے تھے اور امت مسلمہ کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے اس پہاڑ پر حجاج کا ہجوم اس قدر تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ــــــ پاکستانی صحافتی وفد کے اراکین نے جبل رحمت کے دامن میں کھڑے ہوکر آہ وزاریاں کرتے ہوئے اور زار و قطار رو کر پاکستان کی سالمیت، اس کے استحکام۔ پاکستانی عوام کی خوشحالی وترقی، بھارت کے ظالمانہ شکنجے میں پھنسے ہوتے پاکستانی جنگی قیدیوں کی رہائی، ان کی صحت و عافیت، مشرقی پاکستان کے مغربی پاکستان کے ساتھ دوبارہ الحاق، اور پوری دنیائے اسلام کی سلامتی اور ترقی کے لیے خداوند قدوس کے حضور دعائیں کیں۔

یہ دعا اس قدر رقت انگیز اور پرسوز تھی۔ کہ مختلف ممالک کے حجاج کرام جو اس مقدس پہاڑ کے دامن میں دعا کی خاطر آ رہے تھے "آمین اللّٰھم" پکارتے ہوئے شریک دعا ہو جاتے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا کرتے جب آنسو اور حلق خشک ہوگئے، ہاتھ تھک گئے اور سب کی اشک بار آنکھیں متورم ہوگئیں تو ربنا ربنا پکارتے دعا کا سلسلہ اس احساس کے ساتھ ختم ہوگیا کہ نہ تو ہمارے پاس دعائیہ کلمات تھے کہ خداوند رحمان و رحیم کے حضور پیش کر سکتے اور نہ ہی اس کے اہل۔

جبل رحمت سے واپسی پر برلب سڑک کچھ افراد ملے جو امسال میدان عرفات میں آئے ہوئے حجاج کرام کی تعداد پر مشتمل چارٹ فروخت کر رہے تھے۔ جن کے مندرجات حسب ذیل تھے۔

حکومت سعودی عرب کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق امسال بیرونی ممالک سے سعودی عرب پہنچنے والے زائرین حج کی کل تعداد چھ لاکھ ۴۵ ہزار ۱۸۲ تھی۔ افریقی ممالک سے ۸۱ ہزار ۸۴۵ زائرین سعودی عرب پہنچے تھے۔ یورپ کے ممالک اور امریکہ سے آنے والے زائرین کی تعداد دو ہزار تین سو ۴۴ تھی۔ پہلا نمبر یمن کا رہا جہاں سے ساٹھ ہزار ۲۵۰ زائرین حج کی ادائیگی کے لیے پہنچے تھے اور دوسرا نائیجیریا کا وہاں سے ۴۸ ہزار ۹۸۱ زائرین حج کے لیے آئے تھے ایشیا کے چھوٹے سے ملک جمہوریہ صنعر سے صرف ایک صاحب حج کے لیے پہنچے اور یہ سب ملکوں میں اس کی سب سے کم تعداد تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سعودی عرب نے بنگلہ دیش تسلیم نہیں کیا ہے اور سرکاری اعداد وشمار میں مغربی اور مشرقی پاکستان سے پہنچنے والے زائرین کی مجموعی تعداد یکجا ظاہر کی گئی ہے اعداد وشمار کے مطابق عرب ممالک سے سعودی عرب پہنچنے والے زائرین کی کل تعداد تین لاکھ ۳۰ ہزار ۷۹۳ تھی ان میں دو لاکھ تین ہزار ۳۰۸ مرد اور ایک لاکھ ۱۷ ہزار ۴۸۵ خواتین تھیں۔

ملک	حجاج	ملک	حجاج
شام	۳۱،۷۷۳	مصر	۳۹،۶۰۶
لیبیا	۲۳،۷۷۴	اردن	۲۵،۸۱۹
الجیریا	۲۵،۸۶۴	جنوبی یمن	۲،۰۴۶
مراکو	۲۲،۴۳۵	فلسطین	۱،۵۵۶
یمن	۶۰،۲۵۰	تیونس	۱۰،۱۲۶
عمان	۱۴۳	دیگر امارتوں سے	۲۸
عراق	۲۴،۶۸۱	سوڈان	۲۹،۵۰۲
ادمان	۳،۵۱۸	دوبئی	۳۲۰
راس الخیمہ	۵۹	ابوظہبی	۸۱۴
کویت	۸،۰۹۴	لبنان	۶،۷۱۵
قطر	۱،۳۴۶	بحرین	۲،۴۶۵

اور شارجہ سے ۶۱ زائرین آئے تھے۔

بقیہ ایشیا ممالک سے کل دو لاکھ ۴۰ ہزار ان میں سے ایک لاکھ ۵۶ ہزار ۵۳۴ مرد اور ۷۰۱، ۸۳ خواتین تھیں تفصیلات کے مطابق ....

ملک	حجاج	ملک	حجاج
ترکی	۲۷،۴۳۵	بھارت	۱۸،۳۰۶
ایران	۴۵،۲۹۸	پاکستان	۹۵،۹۲۸
انڈونیشیا	۲۲،۶۵۹	افغانستان	۱۶،۴۴۷
سیلون	۶۷	جنوبی ویت نام	۱۴
فلپائن	۷	تھائی لینڈ	۲،۰۵۷
ملائیشیا	۱۰،۳۹۵	جمہوریہ صنعر	۱
فارموسا	۱۸	سنگاپور	۷۶۱

اور دیگر ایشیائی ممالک سے ۴۔

بقیہ افریقی ممالک سے آنے والے زائرین کی مجموعی تعداد ۸۱ ہزار ۸۴۵ تھی ان میں سے ۴۹،۲۲۷ مرد اور ۲۲،۶۱۸ خواتین تھیں، تفصیلات کے مطابق۔

ملک	حجاج	ملک	حجاج
صومالیہ	۲،۰۳۲	نائیجیریا	۴۸،۹۸۱
ایتھوپیا	۲،۸۴۳	مالی	۱۰،۵۲۹
کیمرون	۱،۷۵۱	یوگنڈا	۸۵۶
وصومی	۴۷۹	لائبیریا	۳۹

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

ماسٹر تاج الدین الصادقی

جب مرزا غلام احمد نے لدھیانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا

جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیسے ہوا ۔۔۔ تاریخی حقائق

مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے جن صفوں میں جس فتنے کا آغاز کیا تھا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق صدر جناب ماسٹر تاج الدین الصادقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی موضوع پر ایک معلوماتی مضمون تحریر کیا تھا جسے قارئین کی معلومات کے لیے خدام الدین میں شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اسے خصوصی توجہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ (ادارہ)

مالک حقیقی نے معلم الملکوت کو نافرمانی کے جرم میں جب راندہ درگاہ ایزدی قرار دیا تو شان بے نیازی سے اس کی یہ درخواست بھی قبول فرمائی کہ وہ بندگان خدا کو بہکا سکتا ہے تو بیشک یہ بھی کر دیکھے اللہ کے نیک بندے شیطان لعین کے مقابلہ کے لیے کافی ہیں۔ روز اوّل سے یہ سلسلہ جاری ہے جس طرح مالک کل ہر جگہ موجود ہے اسی طرح شیطان بھی آنکھ بچا کر اپنا اڈہ بنا ہی لیتا ہے وہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر ان کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ نصف صدی سے کچھ اوپر کی بات ہے ہمارے ہاں لدھیانے میں مرزا غلام احمد آنجہانی حکیم نور الدین کے ہمراہ محلہ جدید میں ایک شخص منشی احمد جان کے ہاں وارد ہوئے حکیم نور الدین منشی احمد جان کے داماد تھے منشی احمد جان اس محلہ کے مشہور و معروف آدمیوں میں سے تھے۔ لدھیانہ ایک تاریخی شہر ہے یہاں کابل کے شہزادے۔ جھجر کے نواب اور کشمیر کے مشہور خاندانوں کے لوگ آباد تھے۔ اکثر امراء کے مکانوں پر علمی مجلسیں ہوتیں غلام احمد تو معمولی قابلیت کے انسان تھے۔ مگر حکیم نور الدین جو خاصے پڑھے لکھے عالم تھے۔ مداریوں کی طرح غلام احمد کو لیے پھرتے تھے جن لوگوں نے حکیم نور الدین کے علمی مباحث سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ شخص کس قدر حاضر جواب اور علم مجلس کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھا انہی دنوں جب یہ بیوپاری قافلہ پیری کا جال پھیلانے کی غرض سے لدھیانہ آیا ہوا تھا تحصیل جگراؤں میں ایک مجذوب کا عرس ہو رہا تھا یہ مجذوب تھا تو مسلمان مگر سکھ چونکہ زیادہ عقیدت مند تھے اس لیے بہت جلد قریبی علاقے میں چرچا ہوا اور عرس میلے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس مجذوب کا نام محکم دین تھا جو وارفتگی کے عالم میں لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتا تھا یہ کلمہ تھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محکم دین رسول اللہ

یہ کفر صریح علاقہ بھر میں اس زور سے پھیلا اور نذر نیاز میں اس قدر آنے لگیں کہ مجاوروں اور گدی نشینوں کے وارے نیارے ہو گئے اس واقعہ نے غلام احمد اور نور الدین کو چوکنا کر دیا۔ شیطان جو روز اوّل سے بازی لگا کر میدان میں اتر چکا تھا کب چوکنے والا تھا چپکے سے دونوں ہوس پرستوں کے کان میں پھونک ماری۔

دونوں نے بیٹھ کر گورمتا پکایا۔ مسودہ تیار ہو گیا ایک روز منشی جان محمد کی بیٹھک میں جو نئے محلے میں پیر جی کی مسجد کے بالکل قریب تھی۔ بیٹھے بیٹھے غلام احمد نے کہا کہ بھئی دوستو۔ سنو مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے میرے رب نے مجھے کہا ہے کہ تو نبی ہے۔ اگر اس الہام کو چھپاتا ہوں تو خود گنہگار ٹھہرایا جاؤں گا۔ اس لیے تمہارے سامنے اعلان کرتا ہوں۔

بغل میں بیٹھے ہوئے حکیم نور الدین نے جھٹ کہا کیا فرمایا آپ نے؟ غلام احمد نے کہا کہ بھئی مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ زور سے بسم اللہ کہتے ہوئے حکیم نور الدین نے پکارتے ہوئے گورمتا اور سکھائے ہوئے منتر کے مطابق دونوں ہاتھ غلام احمد کی طرف بڑھا دیئے اور کہا کہ بیعت کیجئے حضور۔ اچانک یہ ہتھکنڈا اس خوبصورتی سے کھیلا گیا کہ حکیم صاحب کے خسر منشی احمد جان کے علاوہ، صوفی عباس علی شاہ بھی چکر میں آ گئے تو چل اور میں چل ۔ دیکھا دیکھی کئی مسلمان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے پاس ہی محلہ موچی پورہ میں حضرات علماء کرام کا مرکز تھا انہیں جب یہ خبر ہوئی کہ اس شیطان کے چیلے نے ارتداد پھیلانا شروع کیا ہے تو حضرات علماء کرام دلائل کے ہمراہ لٹھ بھی اٹھا لائے کہ اگر لاتوں کا بھوت باتوں سے نہ مانا تو خوب اچھی طرح خبر لی جائے گی۔ زمانہ گزر گیا مدت کی بات ہے بچپن کا زمانہ تھا ابھی ہم جماعت اوّل میں قاعدہ لیے بیٹھے تھے کہ باہر سڑک پر ایک ہنگامہ ہوا ایسے بھی کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ کسی فاطر العقل نے نبوت کا دعوے کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان لٹھ لے کر بھیجا توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہم کچھ سمجھ نہ سکے۔ یہ شور شرابا کیسا ہے؟ اور کیوں ایک پاگل کو مار دینے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ وقت گزرتا گیا یہ چرچا محلہ جدید سے نکل کر گلی محلوں میں بھی آ پہنچا رشتہ داریوں کی پیچ در پیچ راہوں سے نکل شیطان کے چیلے کو چل نکلنے کا میدان مل گیا خواجہ احمد شاہ مرحوم اور میر احمد شاہ سکتر ہمارے ہاں کے دو مشہور رنگ گزرے ہیں اوّل الذکر بہت بڑے رئیس اور زبردست پالیٹیشن تھے۔ ثانی الذکر درویش منش انگریزی دان تھے۔ غلام احمد کا یہاں بھی آنا جانا تھا۔ خواجہ صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک محلہ آباد ہے یہاں ایک چھلیرن رہتی تھی۔ غلام احمد کی ان سے بھی یاد اللہ تھی۔ اس چھلیرن کا نام تھا ماہو۔ بہت مشہور عورت تھی اور مرزا صاحب کی کرامتیں بتایا کرتی تھی۔ مرزا صاحب آنجہانی نے خوش ہو کر ماہو کو چار کرسیاں بھی خیرات کر دی تھیں یہ تاریخی کرسیاں ماہو کے پاس اب تک موجود تھیں۔ ماہو بیچاری تقسیم ملک سے کچھ عرصہ پہلے فوت ہو چکی تھی۔ اب تو بہت عمر رسیدہ تھی مگر جن دنوں حضرت مرزا صاحب ماہو کے ہاں جایا کرتے تھے تو لوگ بلا وجہ بدگمانیاں کیا کرتے تھے۔ بہر حال لدھیانے سے نبوت کا ذبہ نے ایسا سر اٹھایا کہ الحمد کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں طوطی بولنے لگا۔

شعبدہ بازی کی تلاش

مولوی ولی محمد صاحب واچ مرچنٹ لدھیانے کے مہاجران دنوں انا کلی کے پچھواڑے میں رہتے ہیں وہ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ ساڈھورہ کے ایک عامل مستی سید جلال شاہ کو غلام احمد آنجہانی نے کچھ شعبدہ کرتے ہوئے دیکھا وہ بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھوں پہ چادر پھیلا کر خالی تھالی کو زر و جواہرات سے بھر دیتا اور اسی طرح غائب بھی کر دیتا تھا غلام احمد نے جس نے نبوت کا دعوے کر رکھا تھا اس کمی کو سختی سے محسوس کر رہا تھا اس قسم کے ہتھکنڈے اگر آ جائیں تو نبوت فرنٹیئر میل کی رفتار سے زیادہ تیز چل سکتی تھی۔ اس بیچارے عامل کو غلام احمد کے آدمیوں نے پکڑ لیا جہاں کہیں بھی جاتے اسے الگ کوٹھڑی میں بند رکھتے اور تقاضا یہ ہوتا کہ غلام احمد کو یہ فن سکھا۔ بیچارہ عامل تنگ آ چکا تھا۔ مولوی ولی محمد صاحب کا بیان ہے کہ جب یہ خبر ان کے حلقہ میں پہنچی تو اس عامل کو اس لالچی کے پنجے سے چھڑا کر ساڈھورہ کا ٹکٹ لے دیا اور گاڑی میں سوار کر کے لدھیانہ سے چلتا کر دیا جن لوگوں نے ہوتے دیکھا ہے ان سے مرزائیوں کے مبلغ بحث کرتے ہیں اور مناظرہ کی ٹھان لیتے ہیں۔ تو وہ حیرانی سے ان فریب خوردگان دجل کا منہ تکتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی سن لیجئے کہ جب سید عباس علی شاہ مرحوم نے مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان کے پانچ سات سو مریدوں نے بھی غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس سے نبوت کاذبہ کا کام خوب چل نکلا۔ غلام احمد نے سید عباس علی شاہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)



بیس برس پہلے

تحریر: محمد شریف فاروقی

مجلس احرار۔ ایک سرفروش بہادر جماعت

غلامی کی زنجیریں کاٹنے میں احرار کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جس عمارت کی بنیاد رکھی تھی اس کو استوار کرنے کے لیے احرار کارکنوں نے جسم و جان، فکر و نظر اور تحریر و تقریر کی قربانی پیش کی۔ ان کا ایک ایک لمحہ اس منزل تک پہنچنے میں صرف ہوا۔ وقت نے ان کے لیے دشواریاں پیدا کیں۔ حالات نے قہرمانی و جبروت کے شعلے بلند کیے۔ لیکن ان کے دلوں میں ٹھنڈک نہ آئی۔ جس علم کو انہوں نے بلند کیا تھا اس کو جھکنے نہ دیا۔ حتیٰ کہ راہ کٹ گئی ـــ اور آزادی نے ان کے قدم چومے!

اس بات میں کس کو کلام ہے کہ احرار فعّال ہیں ان کے رگ و پے میں جذبہ ایمانی اور جوشِ جہاد کی لہریں اٹھتی رہتی ہیں اور ازل سے لے کر ـــ جب سے کہ انہوں نے سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھا ہے مذہب کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا کسی نہ کسی طرح ان کا تعلق واسطہ اور رابطہ قرآن اور مذہب سے رہا اس کٹھن راہ میں انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام کا مقابلہ کرنا پڑا ـــ انگریز کے طوق و سلاسل نے ان کے قدموں کی رفتار کو پابند بنانا چاہا، ان کی زبانوں پر مہر سکوت ثبت کرنا جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں نے ان پر عمل کی راہیں مسدود کرنا چاہیں۔ جبر و استبداد کے حلقوں نے ان کی سرفروشانہ سرگرمیوں پر محیط ہونا چاہا، استعمار و سامراجیت کی آتش فروزاں نے ان کا سکون لوٹا ـــ لیکن ان کے پائے استقلال اور مقصد و منتہا میں ذرہ برابر لغزش نہ آنے پائی۔

ہزاروں آفتیں سنگ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردانِ حق آگاہ کچھ پروا نہیں کرتے
وہ توپوں کے دہانوں پہ بھی سچی بات کہتے ہیں
مگر بھولے سے بھی انجام کو سوچا نہیں کرتے

احرار کے پیش نظر ہمیشہ تین نظریات رہے ہیں:۔

۱۔ افرنگی کی شاطرانہ چالوں کی پردہ دری۔
۲۔ آزادیٔ وطن۔
۳۔ ردِّ مرزائیت۔

برصغیر ہند و پاکستان کی جب تاریخ لکھی جائے گی تو مورخ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے میں احرار ورکروں اور لیڈروں کے خون کو کس قدر دخل رہا ہے کوئی بالغ النظر اور صحیح الفکر فرد اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ برطانوی سامراجیت کے خلاف جب بھی الاؤ دہکایا گیا احرار نے بلا توقف و تعجیل اس میں ایندھن کا کام دیا۔ انگریز کی شاطرانہ چالوں کا پردہ چاک کرنے کا جب بھی وقت آیا سب سے پہلے احرار ـــ میدانِ عمل میں کود پڑے۔ ان کا خمیر سست روی کی مٹی سے نہیں اٹھایا گیا بلکہ وہ طوفان کی طرح بڑھتے رہے اور آتش فرنگ میں چھلانگیں لگا دیں ـــ

ہمارے ہی تخیل نے بغاوت کی بنا ڈالی
ہماری ہی زباں ہے شارحِ افکارِ آزادی
ہماری ہی نظر میں سرخیٔ خونِ شہیداں ہے
ہمیں سے ہے نویدِ جلوۂ دیدارِ آزادی

حضرت سید احمد شہیدؒ نے جس عمارت کی بنیاد رکھی تھی اس کو استوار کرنے کے لیے احرار کارکنوں نے اپنی بساط بھر فکر و نظر اور تحریر و تقریر کی قربانی پیش کی ان کا ایک ایک لمحہ اس منزل تک پہنچنے میں صرف ہوا۔ وقت نے ان کے لیے دشواریاں پیدا کیں۔ حالات نے قہرمانی اور جبروت کے شعلے بلند کیے لیکن ان کے ولولوں میں ٹھنڈک نہ آئی۔ جس علم کو انہوں نے بلند کیا تھا اس کو جھکنے نہ دیا۔ حتیٰ کہ راہ کٹ گئی اور بالآخر آزادی نے قدم چومے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احرار نے پوری ایمانداری کے ساتھ ایک حد تک نظریہ پاکستان کی مخالفت کی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہندو سکھ افرنگی محور کی عیارانہ چالیں ملت اسلامیہ کو تباہ اور رذیل کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ تو مسلمانوں کے حقوق کی خاطر انہوں نے مسلم لیگ کی حمایت شروع کر دی بعض متشدد خیالات لوگوں نے ناک بھوں چڑھائی لیکن وقت اس کا مقتضی تھا کہ مسلمانوں کے حقوق کے لیے صرف مسلم لیگ کے لیے راہ چھوڑ دی جائے۔ چنانچہ آج احرار پورے فخر کے ساتھ سر بلند کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حصول پاکستان کی راہ میں روڑہ نہ اٹکایا ـــ اور قیام پاکستان کے بعد جب ملک کے استحکام و سالمیت نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں سیاست سے الگ ہو جانا چاہیے تو انھوں نے یہ زہر بھی پینا گوارا کر لیا۔ وہ جماعت جس نے جدوجہد آزادی کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کی تھی یوں یکایک میدان سے واپس ہوئی کہ چشم بصیرت ششدر رہ گئی یہ ایک ایسی روح فرسا بات تھی جسے حیرانی سے سنا اور دیکھا گیا لیکن فیصلہ میں کوئی غلطی نہ تھی ـــ میدان جنگ میں فوجوں کو کبھی کبھی پسپائی کا حکم بھی دیا جاتا ہے لیکن جنگ ختم نہیں ہو جاتی۔ اور مقصد دفن نہیں ہو جاتا ـــ!

بہر حال احرار کی سرگرمیاں مذہبی حدود تک محدود ہو گئیں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ آئین شرعی کو ملک میں نافذ العمل کیا جائے اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کو مسلمانوں کے دائرہ سے خارج کر دیا جائے تاکہ ان کی ریشہ دوانیوں سے ملت اسلامیہ کو محفوظ رکھا جائے!

احرار کا یہ مطالبہ ـــ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے تاج و تخت نبوت کی حفاظت کے لیے احرار نے کون سی مصیبت کو دعوت نہیں دی کونسی سختی ہے جس کو انہوں نے نہیں جھیلا۔ قادیان کے آہنی حصار ـــ (IRON CURTAIN) میں کس کے خون کی بوندوں نے شگاف ڈالا؟ اور آج ربوے کے قادیانی در و دیوار کس کے خون سے لرزاں ہیں؟

مذہبی علوم و احساسات سے ناآشنا بعض افراد یہ کہہ سکتے ہیں کہ احرار کا یہ مقصد کوئی خاص مقاصد کا حامل نہیں لیکن اس حقیقت کو کسی وقت نہ بھولیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مسلمانانِ عالم کی مرکزیت کا روشن ستون ہے، اگر آج نعوذ باللہ کسی اور شخص کی نبوت کو تسلیم کر لیا جائے تو ہماری مرکزیت ختم ہو جاتی ہے اگر ہم ایک ملک میں دو حکمرانوں کی حکمرانی تسلیم نہیں کر سکتے اور نہ ہی عملی طور پر ایسا ممکن ہے تو ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ آفتاب نبوت کی موجودگی میں کوئی کاذب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قرآن ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے

چوہدری محمد انور ایم اے بی ایڈ، پیر محل

اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کرنے ، سیدھا راستہ دکھانے اور پیغام ربانی پہنچانے کے لیے مختلف وقتوں، مختلف قوموں اور علاقوں کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ۔ اور تبلیغ اسلام کے لیے اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس مقدس گروہ کو صحائف و کتب عطا فرمائیں ۔ ان تمام میں قرآن مجید کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے اگرچہ اور بھی کتب الہامی منزل من اللہ ہیں۔ لیکن قرآن مجید کی فضیلت کے لیے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ ہم نے اس کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ○ دشمنانِ اسلام نے کئی بار اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اپنی کوشش میں بری طرح ناکام رہے ہیں ۔ اور تقریباً چودہ سو سال ختم ہونے والے ہیں ، ابھی تک اس میں زیر اور زبر تک کی تبدیلی نہیں کر سکے ۔ دشمنانِ دین حفاظ کرام کے سینوں سے اس کو کیسے نکال سکتے ہیں ۔ اسلام کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے ۔ قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو نہ صرف عبادت و ریاضت میں راہنمائی کرتی ہے بلکہ عدالت اور حکومت میں بھی ۔ غرضیکہ مسجد سے لے کر میدان جنگ تک بنی نوع انسان کے مسائل کا حل پیش کرتی ہے ۔

آج کل جدید نظریات کے پیدا ہونے سے بیگانے تو بیگانے خود مسلمان قرآن پاک اور دین اسلام میں نقص نکال رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہیں دقیانوسی اسلام کی ضرورت نہیں ہے ۔ بعض یوں گویا ہیں کہ یہ موجودہ مسائل کے حل پیش کرنے سے قاصر ہے اور اسلام کے مقابل بعض ازموں کی حمایت کر رہے ہیں اور اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ شب و روز اسی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں ۔ یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہی جا سکتی ہے کہ یہ صرف ان کی کم علمی اور کم فہمی ، دینی بے بضاعتی اور ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے ۔ حالانکہ صرف اسلام ہی ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جس نے دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کر دیا ہے اور اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک کی قیامت تک حفاظت کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے اور اگر اس میں کمی یا کچھ نقص ہوتا تو اللہ تعالےٰ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل نہ فرماتے ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (مائدہ) ۔

قرآن پاک کا جتنا مطالعہ کیا جائے اور اس پر جتنا سوچ بچار کیا جائے ۔ اتنا ہی زیادہ انسانی مسائل کا حل اخذ کیا جا سکتا ہے ۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے ۔ غور و فکر کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے اور کہتے یہ ہیں کہ اسلام ہمارے حالات کے ساتھ موافقت نہیں کرتا ۔ اور ہمارے معاشی و سیاسی اور اقتصادی مسائل کا ساتھ نہیں دے سکتا ۔ اس لیے ہمیں نئے نئے نظریات کو زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اپنانے کی ضرورت ہے ۔ جب مسلمان قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے ۔ علاقے فتح ہوتے جاتے تھے اور صدقہ و خیرات دینے کے لیے غریب تلاش کرنے پڑتے تھے ۔ جب سے ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے ہر طرف سے مسلمانوں پر قہر نازل ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا مل رہی ہے ۔ اسی چیز کو علامہ اقبال نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ذرا کوشش سے زندگی کے ہر میدان کے مسائل حل کرنے کے لیے قرآن پاک سے مدد مل سکتی ہے ۔

اصول عبادت

اللہ تعالےٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا اور اس کے ذمہ مختلف فرائض عائد کیے ان سب سے بڑا مقصد اللہ تعالےٰ کا انسان سے اپنی عبادت کرانا ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید نے سب سے زیادہ زور اسی پر دیا ہے ۔ جیسے وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۔ کیا وجہ ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے ۔

شرف انسانیت

قرآن پاک کے علاوہ دنیا کی کسی کتاب سے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت ملنا بہت مشکل ہے ۔ لیکن قرآن پاک نے واضح الفاظ میں شرف انسانیت کا ثبوت مہیا کیا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ○ (بنی اسرائیل) ہم نے فرزندانِ آدم کو عزت دی اور بحر و بر میں ان کے لیے سواریاں عطا کیں ۔ اور پاکیزہ چیزیں ان کو کھلائیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ان کو فضیلت دی ۔

اوامر

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو ایک دوسرے سے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ خود سب سے بڑا عادل اور منصف ہے ۔ انسانوں میں بھی ایسی صفات کو پسند کرتا ہے ۔ ایک دوسرے کے ساتھ مروت اور نرمی کے سلوک کو چاہتا ہے ۔ رشتہ داروں کے درمیان اتفاق، محبت اور اچھے برتاؤ کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے ۔ ان کے بارے میں قرآن پاک ہماری راہنمائی اس طرح کرتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی ۔ اللہ تعالےٰ کا حکم یہ ہے کہ عدل و احسان کرو اور قرابت داروں کے ساتھ عمدہ سلوک کرو ۔

نواہی

جہاں اللہ تعالےٰ نے انسان کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے ۔ کیونکہ ان سے لوگوں کو نفع حاصل ہوتا ہے وہاں اللہ تعالےٰ نے برے کاموں سے منع کیا ہے تاکہ لوگوں کو نقصان برداشت نہ کرنا پڑے اگر کوئی کرے گا تو دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھائے گا ۔ اس سے بچنے کے لیے قرآن پاک میں فرمایا ہے وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ ۔ اللہ تعالےٰ نے بے حیائی کے کاموں بغاوت سے اور ناپسندیدہ امور سے تم کو منع فرمایا ہے ۔

محرمات

اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ۔ مثلاً بے حیائی، گناہ اور شرک وغیرہ ۔ اس بارے میں قرآن پاک میں یہ ارشاد ہے ۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ میرے پروردگار نے مندرجہ ذیل باتوں کو حرام ٹھہرایا ہے (ا) بے حیائی کی سب صورتیں کھلی ہوں یا چھپی ہوں (ب) گناہ (ج) بغاوت ناحق (د) شرک با خدا جس کے جواز کی بابت عقلی و نقلی دلیل موجود نہیں (ر) اللہ تعالےٰ کے خلاف اپنی بے علمی سے باتیں بنانا ۔

تعاون

اس دنیا میں رہتے ہوئے ہر انسان کو ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت رہتی ہے کوئی ایسا فرد نہیں جو اس سے بے نیاز ہو ۔ انسان کو زندگی گزارنے

کے لیے مختلف کام کرنے پڑتے ہیں اور کام کے دوران انسانی تعاون کی اشد ضرورت ہے لیکن اسلام نے اس میں یہ شرط رکھی ہے کہ اچھے کاموں میں تعاون کرو، بُرے کاموں میں کسی کا ساتھ مت دو۔ کیونکہ اس سے معاشرہ کو خطرہ ہے جیسے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ نیکی اور خدا ترسی کی جملہ اقسام میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور سرکشی اور جملہ اقسام میں کسی کی مدد نہ کرو۔

عدل و عفو

یہ مقام صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ جس نے واضح الفاظ میں اپنا فیصلہ کیا ہے کہ انسانوں کے درمیان عدل و انصاف ہونا چاہیے۔ امیر غریب پر، طاقتور کمزور پر زیادتیاں نہ کرے اور عدالت میں کسی رعایت کے بغیر فیصلہ ہو اگر کسی موقع پر ایک دوسرے سے رحم اور معافی کی اپیل کرے تو دوسرے کو فراخ دلی سے معاف کرنا چاہیے۔ اگرچہ جانی دشمن ہو۔ اسلام کے علاوہ اس چیز کا ملنا بڑا مشکل ہے۔ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (سورہ شوریٰ آیت ۴۱ تا ۴۳)

ترجمہ: جو کوئی ظلم اٹھانے کے بعد بدلہ لے تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

دشمن سے دوستی

قرآن پاک کی تعلیم یہ سکھاتی ہے کہ اگر دشمن قبضہ میں آگیا ہے تو اس کے ساتھ ناجائز سختیاں اور زیادتیاں نہیں کرنا چاہیے بلکہ تم اس سے پیار اور محبت سے پیش آؤ گے، اس کی عزت و احترام کا خیال کرو گے تو ضرور وہ آپ کے سلوک سے متاثر ہو کر دوست بن جائے گا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ۝ (حم سجدہ آیت ۳۴)

ترجمہ: تم بدی کی مدافعت نیکی اور سلوک کے ساتھ کیا کرو پھر تو عداوت والا شخص تمہارا گہرا دوست ہو گا۔

دین میں جبر نہیں

غیر مذاہب نے دین کے اختیار کرنے میں لاتعداد پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ اسلام میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ دین کے معاملہ میں مکمل آزادی ہے لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَىِّ۔ (بقرہ) دین کے معاملہ میں کسی شخص پر کوئی دباؤ نہیں۔ نیک اختیاری، کج روی کو الگ الگ کر کے دکھا دیا گیا ہے۔

عورتوں کے مساوی حقوق

اس بارے میں بھی دیگر مذاہب اسلام سے پیچھے ہیں کسی نے عورت کو بالکل مقام نہیں دیا۔ کسی نے تھوڑا بہت مقام دیا ہے اور کسی مذہب میں عورت صرف کھلونا بن کر رہ گئی ہے۔ لیکن اسلام نے عورت کو مرد کے برابر حق دیا ہے۔ اور اس کی آزادی کو برقرار رکھا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (بقرہ) مردوں کے حقوق ویسے ہی ہیں جیسے عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں۔ عورت کو جدا نہ کرنے کی نصیحت ان الفاظ میں فرمائی۔ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ (احزاب) اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈرو۔

جنگ سے بچنے کی تدابیر

اسلام صلح پسند مذہب ہے۔ قتل و غارت، جنگ اور خونریزی کو ناپسند کرتا ہے اس کے باوجود اگر کوئی دین اسلام میں رخنے ڈالنے اور اسے نقصان پہنچانے اور ملک کو فتح کرنے کی کوشش کرے تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی اسلام اجازت دیتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (انفال) تم دشمنوں کے لیے اپنی پوری قوت سے تیار رہو۔ اور سرحد پر پوری فوجیں تیار کر رکھو۔ اس تدبیر سے تم اللہ کے اور اپنے دشمن کو روکے رکھو۔

دولت سے دینی اور دنیاوی مفاد حاصل کرنا

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال سے دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا اور مال سے مال حاصل کرنا مقصد نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے آخرت کے دن اللہ تعالیٰ دنیاوی مال کے بارے میں ضرور پوچھے گا اگر مال اللہ تعالیٰ کے راستوں میں بھی خرچ کیا ہو گا تو انسان کو دہرا نفع ہو گا۔ دنیا میں بھی اس نے عیش کی اور آخرت میں بھی اچھا صلہ مل گیا۔ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (القصص) جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کی بھی طلب کر اور اپنا دنیوی حصہ بھی مت بھول اور بھلائی کیا کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے بھلائی کی ہے۔

امن پسندی اور صلح جوئی

اسلام میں امن شکنی کی ممانعت ان الفاظ میں فرما کر بے نظیر مثال قائم کی ہے۔ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (اعراف) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو اور ملک میں فساد پھیلانے سے باز آ جاؤ۔

اصولِ اسراف

اسلام میں مال کمانے کے ساتھ اس کے خرچ کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے کہ کس انداز سے خرچ کیا جائے اور معقول زندگی گزاری جا سکے۔ ایسا نہ ہو مشکل سے روزی کمانے کے بعد اسے چند لمحوں میں ناجائز ذرائع خرچ کر دیا پھر لوگوں کا محتاج بن جائے۔ بلکہ اسلام درمیانی زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان) رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تب نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان حالتوں کی درمیانی حالت پر چلا کرتے ہیں۔

معاشی مسائل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دولت کے اعتبار سے ایک جیسا نہیں بنایا بلکہ ان میں فرق رکھا ہے کوئی ان میں امیر ہے تو کوئی غریب کسی کی درمیانی حالت ہے۔ کسی کے پاس اتنی دولت ہے کہ اس کا اندازہ کرنا اس کے لیے مشکل ہے اور کسی ہاں کئی کئی دن تک فاقہ مستی کا ماحول ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان کا امتحان لینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی تقسیم کی ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور ناشکرا کون ہے۔ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کے تحت انسان کی ضروریاتِ زندگی میں اضافہ ہو گیا ہے اور دولت کی غیر مساوی تقسیم کی بناء پر انسان مختلف طبقوں میں بٹ کر رہ گیا ہے اور امیر زیادہ امیر ہو رہے ہیں اور غریب غربت کی طرف بڑھ رہے ہیں جن کی بناء پر کئی مسائل مثلاً خوراک رہائش، لباس اور حصول تعلیم وغیرہ پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کا حل تلاش کرنے کے لیے مختلف نظریات کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اسلام کے سوا ان کا مکمل حل ملنا ناممکن ہے کیونکہ اسلام نے روزِ ازل سے ہی اس کا حل سوچ رکھا ہے اور امیروں کو زیادہ امارت اور غریبوں کو غربت سے بچانے کے لیے زکوٰۃ فرض قرار دی ہے اس کے علاوہ صدقات اور خیرات کا بھی حکم دیا ہے۔ اگر ہر مسلمان اپنی زکوٰۃ نکالے تو یہ معاشی مسائل آسانی سے حل کیے جا سکتے ہیں۔ ان کے پیدا ہونے کی اصل وجہ بھی یہ ہے کہ دنیا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مسلم قوم کا امتیازی تشخص ختم ہو گیا ہے

مسلمان کی ظاہری پہچان پر ایک نظر

مولانا فضل الرحمٰن سلانوالی

آج کل مسلمان قوم اپنی شکل و صورت چال ڈھال، لباس پوشاک اور طرزِ معاشرت کے لحاظ سے دوسری غیر مسلم اقوام کے رنگ میں ایسے رنگی گئی ہے کہ اس کے افراد کو دوسری بے دین اور کافر و ملحد اقوام کے افراد سے امتیاز کرنا بالکل ناممکن ہو گیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نہ کوئی جداگانہ طرزِ زندگی ہے اور نہ علیحدہ قومی تشخص، نہ ان کا کوئی یونیفارم ہے اور نہ مذہبی شعار۔ ان کا دین و ایمان اور فلسفۂ زندگی مادی لحاظ سے ترقی یافتہ اقوام کی فضول اور گھٹیا باتوں میں محض نقالی کے سوا کچھ نہیں۔ گویا ایک شترِ بے مہار قوم ہے جسے ہر ویرہ، بے دین، ملحد و زندیق جب چاہے اپنی چرب زبانی، الفاظ کی جادوگری، خیالات کی رنگا رنگی اور بود و باش کی جدت پسندی کے ذریعہ بڑی آسانی سے گمراہ کر سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق علامہ اقبال نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ؎

"وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

معاف کرنا ایسے نام کے مسلمان اگر کافر ملک میں کسی حادثاتی طریق پر فوت ہو جائیں تو وضع قطع اور لباس پوشاک کی یکسانگی کی وجہ سے ان کی لاشوں کو غیر مسلموں میں سے پہچاننا بالکل ناممکن ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ (خدا معاف کرے) ان کی پتلونیں اتار کر دیکھی جائیں اور یہ بھی بھی ہو سکتا ہے کہ حال کی طرح مسلمان آئندہ بھی ختنہ کی اسلامی رسم کو جاری رکھیں۔ مگر غیروں کی اندھی تقلید اور یورپ و امریکہ کی بھونڈی نقالی کا جو چسکہ مسلمانوں کو پڑ گیا ہے اور اپنے دین و مذہب سے بیگانگی بلکہ اس سے وحشت و تنفر کا جو جذبہ مسلمانوں میں پیدا کر دیا گیا ہے اس کے پیشِ نظر تو یہ بھی خدشہ بالکل بجا ہے کہ ایک نہ ایک دن ہماری آئندہ نسل اس قسم کی اسلامی روایات سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گی:-

وائے گر پیش امروز بود فردائے

یہودیت پسند نو مسلموں کو قرآنی انتباہ

عہدِ نبوی میں بعض نو مسلموں نے جو یہودیت سے تائب ہو کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے تھے آپس میں طے کیا کہ چونکہ اسلام میں یومِ ہفتہ کی توہین کرنا واجب نہیں اور نہ ہی اونٹ کا گوشت کھانا واجب ہے لہٰذا ہم ہفتے کی اسی طرح تعظیم کیا کریں گے جس طرح بحیثیت یہودی ہونے کے کیا کرتے تھے اور اونٹ کا گوشت بھی نہ کھائیں گے کیونکہ بحیثیت مسلمان اس کا کھانا کوئی فرض نہیں۔ گویا اسلام کے ساتھ کسی قدر یہودیت کا پیوند لگانا چاہتے تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق بعض ایسے ہی لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ تہجد کے نفلوں میں قرآن کی بجائے تورات پڑھ لیا کریں گے کیونکہ یہ نفل ہی تو ہیں ان میں اتنا تصرف کر لینے سے اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اسلام کے مخملیں لباس میں یہودیت کا ٹاٹ پیوند کرنے والوں کو قرآن پاک نے جن الفاظ میں انتباہ کیا ہے وہ ان مسلمانوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ جو اسلامی نام رکھ لینے کے بعد ہر کفر و شرک کو، رسم و رواج کو، بدعات و خرافات کو، غیر مسلموں کے طور طریق کو منسوخ مذاہب کی روایات و حکایات کو منکرینِ خدا ملحدوں کے فلسفہ اور طور طریق کو اپنا لینا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں اور جب انہیں ٹوکا جاتا ہے تو کھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ اجی داڑھی ہی میں تو اسلام نہیں، اجی کیا اس ڈھیلے ڈھالے لباس ہی میں اسلام رکھا ہے۔ یہ بالکل بجا کہ صرف داڑھی اور ڈھیلا ڈھالا لباس ہی اسلام نہیں مگر یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ اسلام ان سے باہر بھی نہیں۔ جن نفوسِ قدسیہ کی برکت سے اسلام ہم کو نصیب ہوا ہے یا جن اشخاصِ طیبہ کی قربانیوں اور جاں نثاریوں سے اسلام چار دانگِ عالم میں پھیلا ہے۔ ان کے پاکیزہ چہروں پر بلا استثنا پوری شرعی داڑھیاں بھی تھیں اور ان کا لباس بھی ایسا ہی ڈھیلا ڈھالا ان کی خوراک بھی بالکل سادہ تھی اور ان کا رہن سہن بھی بے تکلف، اسلام پر قناعت نہ کرنے والوں اور مسلمان ہوتے ہوئے غیر مسلموں کے طور طریق کو پسند کرنے والوں کو خداوند تعالےٰ نے جس سخت لہجہ میں خطاب فرمایا اور جیسی شدید وعید ان کو سنائی ہے اب ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

اے نام نہاد مسلمانو! اسلام میں سو فی صد داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نشانات قدم پر نہ چلو اس لیے کہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کے اولین مخاطب معاذ اللہ کفر پر عامل نہ تھے اور نہ ہی شرک کے پرستار۔ اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے یہودیت کی بعض چیزوں کو صرف پسند کرتے تھے۔ یا جن باتوں کی اسلام نے رعایت نہیں کی تھی ان کی وہ رعایت کرنا چاہتے تھے۔ صرف اتنی سی بات پر خدا تعالےٰ نے ان کو فرمایا کہ تم لوگ ابھی تک پورے طور پر اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے اور تا حال تم شیطان کی پیروی کر رہے ہو حالانکہ وہ تمہارا مسلّم دشمن ہے۔

اب اس کے مقابل ہم اپنی حالت کو دیکھیں کہ کس طرح ہمارے شب و روز یہودیوں اور عیسائیوں کی نقالی میں صرف ہوتے ہیں۔ کس طرح ہماری زندگی کا لمحہ لمحہ کفار و فجار کی تقلید میں بسر ہوتا ہے ہماری شکل ان کی شکل جیسی، ہمارا لباس ان کے لباس جیسا، ہماری خوراک ان کی خوراک جیسی، ہمارا رہن سہن ان کے رہن سہن جیسا، ہماری معاشرت ان کی معاشرت جیسی، ہمارے معاملات ان کے معاملات جیسے، ہمارا قانون ان کے قانون جیسا، ہماری تعلیم ان کی تعلیم جیسی، ہمارا طرزِ فکر ان کے طرزِ فکر جیسا، ہمارے خیالات و اعتقادات ان کے خیالات و اعتقادات جیسے، بلکہ اب تو ہماری عبادات ان کی عبادات جیسی اور ہماری موت و حیات ان کی موت و حیات جیسی۔ الغرض ان میں سے کون سی چیز ہے جسے ہم اپنی یعنی خالص اسلامی کہہ سکیں۔ یہ سارے طور طریق غیروں سے درآمد شدہ ہونے کے باوجود ہمیں جی و جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ افسوس کہ آج انگریزی تہذیب کے ان ناجائز نشانات کی اپنایت ہی مسلمان قوم کے لیے سرمایۂ افتخار بن چکی ہے۔ خداوند تعالےٰ پاکستانی مسلمانوں کو کم از کم مولانا ظفر علی خاں کی سی غیرتِ اسلامی عطا فرمائے کہ وہ اس گندی تہذیب اور اس کے پرستاروں کے روبرو اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے برملا کہہ سکیں کہ ؎

تہذیبِ نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے

حضرت عمرؓ کی تورات پسندی پر عتاب

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تورات مقدس کا کوئی جزء لے کر دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور بڑی مسرت کے ساتھ اس کی

تلاوت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے ہی غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ اے عمرؓ! تم بھی ابھی تک شریعت مقدسہ کے بارے میں کسی حیرانی میں مبتلا ہو۔ اُس خدائے پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں تمہارے پاس سورج کی طرح چمکتی ہوئی اور صاف ستھری شریعت لے کر آیا ہوں۔ تم ان یہودیوں سے کوئی بات نہ پوچھو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی سچی بات کہیں اور تم بے خبری میں اس کی تکذیب کر گزرو۔ یا وہ بالکل جھوٹی بات کہیں اور تم اس کی تصدیق کر کے اپنا ایمان خراب کر بیٹھو۔ اس ذات پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، آج اگر موسیٰ علیہ السلام جیسا عظیم الشان پیغمبر بھی ظاہری طور پر زندہ ہو کر دنیا میں آجائے تو اسے بھی میری پیروی کے سوا کوئی گنجائش نہ ہو گی۔

اللہ اللہ! موسیٰ علیہ السلام کو تو شریعت محمدی پر عمل پیرا ہوئے بغیر کوئی ذریعۂ نجات نہ ملے۔ مگر ہم امتی کہلانے والے روسیاہوں کو دنیا بھر کی گندی تہذیبوں، بے کار اور گھٹیا طریقوں نکمے اور خبیث عقیدوں، بیہودہ اور کافرانہ رسموں میں تو اپنی کامیابی اور سرخروئی نظر آئے مگر محسن انسانیت سید ولد آدم امام المرسلین محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی میں نہیں۔

"تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو"

شیطانی قدموں کا اتباع

یہودیوں کی دیکھا دیکھی کسی جائز کام کے کرنے سے رُک جانا اور شرعی طور پر کسی غیر محترم چیز کا کسی قدر احترام کر لینا خدا کے نزدیک شیطانی قدموں کی پیروی ہے۔ تو اب اپنی زندگی کے تمام گوشوں کو دیکھ کر اندازہ کیجئے کہ ہم کتنی زیادہ شیطانی قدموں کی پیروی کرتے ہیں بلکہ ہم تو شیطان کی بنائی ہوئی شاہراہوں پر گھوڑوں کی طرح دوڑ رہے ہیں۔ ہم انگریزوں اور امریکنوں جیسا لباس کوٹ پتلون اور نکٹائی پہنتے ہیں، جس کے زیب تن پہننے کے باوجود انسان کی شرمگاہوں تک کے نشیب و فراز صاف نظر آتے رہتے ہیں۔ ہم نے انگریز اور دیگر یورپی اقوام کی تقلید میں داڑھی مونچھ منڈا کر اسلامی شکل کا جو حلیہ بگاڑ رکھا ہے کیا یہ شیطانی قدموں کا اتباع نہیں۔ ہم نے لامذہب اور بے دین لوگوں کی نقالی میں میزوں کے ارد گرد حیوانوں کی طرح چل پھر کر کھانا کھانے کا طرز اختیار کیا ہے۔ ہم نے عیسائیوں کی مماثلت میں جمعہ کی بجائے اتوار کو چھٹی منانے اور اس دن کو محترم ماننے کی رسم اپنا رکھی ہے۔ ہمارے بینکوں نے یہود اور ہنود کی عادت کے مطابق سود خوری اور سود خوراکی کا کاروبار چلا یا ہوا ہے۔ ہمارے نظام تعلیم میں خوف خدا اور محاسبہ آخرت سے قطع نظر صرف مادی تفریحی اور سائنسی علوم پر زور دیا جاتا ہے۔ ہماری بعض سیاسی جماعتیں ہادیٔ اعظم مصلح اکمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام معاش کی بجائے لینن، مارکس وغیرہ بے دینوں کے گھڑے ہوئے غیر فطری اقتصادی نظام کا پرچار کرتی ہیں۔

یہ ہماری وہ دس کمزوریاں ہیں جو ہم نے عملی طور پر شیطان کے اتباع میں اختیار کر رکھی ہیں۔ اب ذرا اپنے مذہبی معتقدات اور عبادات کو بھی دیکھ لیں کہ ان میں ہم کہاں تک شیطان لعین کی اتباع سے بچے ہوئے ہیں ــــ ہم خداوند تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننے کے باوجود قبروں پہ سجدے کرتے، درختوں جھنڈوں اور استھانوں سے مرادیں مانگتے، اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پیروں فقیروں کو غائبانہ پکارتے ہیں۔ ایک ملحد اور مرتد فرقے نے حضور خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عالمگیر نبوت کے ہوتے ہوئے ایک اور خانہ ساز نبوت کی دعوت شروع کر رکھی ہے۔ اپنے بیاہ شادیوں میں یہ جو ہندوؤں کی طرح سہرے باندھنے، باجے بجانے، ریکارڈنگ کرنے، بھاری بھرکم جہیز کی نمائش کرنے، بہت اونچی مقدار کا مہر مقرر کرنے کے طور طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ اور بت پرستوں کی طرح تیجے، چوتھے، بیسویں اور چالیسویں منانے اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے کو ہم نے دینی احکام کی طرح ضروری سمجھ رکھا ہے۔ امت محمدیہ کے محسن اور برگزیدہ اشخاص صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو اپنی تنقیدوں کا ہدف طعن و تشنیع کا محور اور اپنی عیب جوئیوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔

غرض عوامی زندگی کا وہ کون سا گوشہ ہے یا ہماری نوجوان نسل کا وہ کون سا طریقہ ہے جو شیطان کی تقلید سے بچا ہوا ہے آپ کو ماننا پڑے گا کہ من حیث القوم ہم سب کی پوری زندگی شیطانی گمراہیوں کے دلدل میں ڈوبی ہوئی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر دکھ کی بات یہ ہے کہ ان ساری ہفوات و خرافات میں مبتلا ہونے کے باوجود ہم اپنے آپ کو نہ صرف اسلام کے بڑے داعی بلکہ عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز سمجھتے ہیں، خدا کی نصرتوں اور تائیدوں کی اسی طرح آس لگائے بیٹھے اور میدان جنگ میں اسی طرح فتحیاب ہونے کے خواب دیکھتے ہیں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کا یقین ہوتا تھا اور فتح و ظفر اُن کے قدم چوما کرتی تھی۔ خدائے بزرگ و برتر اس جہل مرکب سے ہم مسلمانوں کو نکالے اور اُن راہوں پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے جن پر چل کر واقعی ہم صحابہ کرامؓ کی طرح ستاروں پر کمندیں ڈال سکتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

○ بزرگی اور شرافت تقویٰ کا نام ہے۔ عرب کو عجم پر اور گورے کو کالے پر کوئی برتری نہیں۔ برتر وہ ہے جس میں سب سے زیادہ تقویٰ ہے۔

○ ہوشیار رہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور وہ خراب ہو تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ ہوشیار رہو کہ وہ دل ہے۔

○ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہ کرے گا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہ کرے گا۔

○ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے" آپؐ نے فرمایا۔ اس کو کچھ ثواب نہ ملے گا۔

○ اللہ خود پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے وہ صاف ستھرا ہے اور صفائی کو عزیز رکھتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو محبوب رکھتا ہے فیاض ہے اور فیاضی کو دوست رکھتا ہے للہٰذا تم لوگ خود بھی صاف رہو اور اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھو۔

○ اس شخص میں ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور وہ شخص بے دین ہے جو عہد کا پابند نہیں۔

○ جب نیکی کر کے تجھے خوشی ہو اور برائی کر کے تجھے پچھتاوا ہو تو تو مومن ہے۔

○ ایمان کی آخری شاخ یہ ہے کہ راستے میں اگر تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو بندگان خدا کو تکلیف دینے والی ہو تو اسے ہٹا دو۔

○ تم میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ مومن کبھی طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، بدگو اور زبان دراز نہیں ہوا کرتا۔

○ مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی ایک اہم تقریر

خود ساختہ فقیر

اے مومنین! تم نے بغور سنا اور دیکھا کہ شریعت غرا نے کس فقیر کو جائز اور کس فقیر کو ناجائز قرار دیا مگر موجودہ زمانے میں افسوس ہے کہ صرف رنگین کپڑے اور گلے میں پانچسو دانوں کی تسبیح ڈالنے کا نام فقیری قرار دے لیا ہے۔ وہ چاہے اس کے اعمال اور افعال کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ جہاں عوام الناس میں اس رنگ و روغن کا کوئی شخص دیکھا اور اسے ولی سمجھ لیا اور یہاں تک مبالغہ آمیز خیالات اس کی طرف منسوب ہونے لگے کہ جو ٹھیٹ اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ کہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے اور کہیں اس سے طلبِ مغفرت کی آرزو کی جاتی ہے اور کہیں اسے پہنچا ہوا مانا جاتا ہے۔ کہیں اس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجی دی جاتی ہے اور خبر نہیں کہ اس کی نسبت کیا کیا خوش اعتقادیاں کی جاتی ہیں۔ میں کسی خاص شخص پر اپنی رائے قائم نہیں کرنا چاہتا بلکہ عموماً ہندوستان کے ان حصص کے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں اور یقیناً کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جہاں مسلمان نہ ہوں۔ ایسے فقیروں کو معاذ اللہ مشکل کشا تسلیم کیا جاتا ہے اور اپنی دینی اور دنیاوی بہبود کا دارومدار انہی پر رکھا جاتا ہے۔ اب یہ دیکھنا مشکل ہے کہ آیا اس قسم کے بنے ہوئے فقیر بھی اپنے کو اپنے معتقدوں سے ایسا منوانا چاہتے ہیں اور اپنے کو ان صفات سے جو خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے خاص ہو گئی ہیں شہرت دینا چاہتے ہیں یا یہ مضمون کہ ؎

"پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند"

میں ان کی نسبت اپنی کوئی رائے قائم نہیں کرتا دل کا حال تو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ مگر ان کی ظاہراً معاشرت اس خیال کرنے میں مدد دیتی ہے کہ انہوں نے جو جو کچھ باتوں کے بتنگڑ بنائے ہیں اور جس طرح وہ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو ولی بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ منوانا چاہتے ہیں وہ کسی مقبرہ میں یا کسی پیر، شہید کی قبر پہ گیروے کپڑے پہن کر بیٹھے رہتے ہیں۔ بظاہر لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کھاتے اور شب و روز روزہ سے گزارہ کرتے ہیں مگر ان کی توانائی اور چاق و چست رہنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ان کے یہ کرتب محض جاہلوں کو دھوکہ دینے اور فریب میں پھنسانے کے ہوتے ہیں۔ شعائر اسلام سے اے بھائی مسلمانو! ان کی یہ باتیں بہت دور ہیں میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایسوں سے جہاں تک تم سے ہو سکے دین و ایمان کو بچاؤ۔ ان کی صحبت بظاہر خوش اور سعید معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا یہ زہریلا اثر نہ صرف تمہارے مالوں کو زہر آلود بنا دے گا بلکہ تمہارے دین کو بھی ایسی سخت مضرت پہنچے گی کہ تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے اگر میں اپنی طرف سے ایک لفظ بھی کہوں تو اُلٹا میرے منہ پہ مارو۔ چونکہ تم مسلمان ہو اور تمہارا ایمان حدیث و قرآن پر ہے اس لیے جو کچھ میں کہوں گا انہی دو مقدس مجموعوں سے کہوں گا اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے تمہارا فرض ہوگا کہ اس کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ لو سنو! خداوند تعالےٰ کس فقیر کی شان میں ارشاد کرتا ہے اور کس فقیری کی فضیلت بتاتا ہے:

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله

(جو نکالے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی)

حقیقی فقیر

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اصلی فقیر وہ ہے جس نے اپنا تن، من، دھن سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ اس لیے کہ خدا کی رضامندی اور فضل انہیں حاصل ہو۔ خدا کی رضامندی کی تلاش میں گھروں سے بے گھر ہونا اور اپنے اس مال کو جو زندگی کا جزوِ اعظم کھو کے حاصل کیا ہے لٹا دینا ہی شانِ فقیری ہے اور حقیقت میں ایسا ہی شخص فقیر ہے برخلاف اس کے کہ آج کل ہم کن فقیروں کو دیکھتے ہیں جو فقیری کے پردے میں بے چارے غریبوں کا مال غصب کرتے ہیں۔ یتیموں کے حلقوں سے نوالے نکالتے ہیں اور اپنی تن پرستی کی دھن میں انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور ہم نے کون سی راہ اختیار کی ہے میں تم سے دریافت کرتا ہوں۔ آیا کبھی بھی انہوں نے دینِ خدا کی مدد کی، یتیموں پر کبھی بھی انہیں رحم آیا۔ اور کبھی بھی ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ ریاضت کر کے کچھ پیدا کریں۔ اور وہ مساکین جو لنگڑے لولے ہیں ان کا پیٹ بھریں۔ یا اپنے متعلقین کو جن کا ان پر حق ہے خوش رکھنے کی کوشش کریں جو کچھ انہیں خیرات دیتے ہو اور اپنے معصوم بچوں کے حقوق کا ان کے دینے میں ذرا پاس و لحاظ نہیں کرتے خوب سمجھ لو کہ اس کا جواب تمہیں خدا کے ہاں دینا ہوگا۔ قرآن مجید میں جن مساکین کو دینے اور ان کی مدد کرنے کا حکم ہے وہ لنگڑے لولے اور بے دست و پا ہیں۔ جن کی نسبت ارشاد ہوا ہے

للفقراء الذين احصروا في سبيل الله لا يستطيعون ضربا في الارض۔

(دینا ہے ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں، اللہ کی راہ میں اور چل پھر نہیں سکتے ملک میں)

اس آیت سے یہ مراد بھی ہے کہ ایسے لوگ جنہوں نے اللہ کی رضامندی میں اپنا گھر لٹا کے اپنے کو وقف کر دیا۔ اور اب دشمنانِ دین کی وجہ سے وہ ملک بہ ملک روزی کمانے کے لیے نہیں جا سکتے۔ ان کا معاون اللہ ہے مگر اس کے مقابل میں جو روزی پیدا کر سکتے ہیں اور چل پھر سکتے ہیں کبھی خدا اپنے وعدے کے موافق ان کی روزی پہنچانے میں ان کی مدد نہ کرے گا۔

اے مومنین! فقیر کی شان یہ ہے کہ اپنا خون پسینہ ایک کر کے کچھ پیدا کرے اس سے اپنا پیٹ بھرے اور محتاجوں کو بھی دے۔ نہ کہ فقیری کی یہ شان ہے کہ وہ غریبوں، بے کسوں، رانڈوں یتیموں کا مال ہڑپ کر جائے اور سیر نہ ہو۔ تم نے دیکھا ہے کوئی ایسا شخص جو اپنے کو فقیر کہتا ہے آج تک اس نے اپنی ریاضت سے روپے پیدا کیے ہوں۔ ایک (پیسہ) میں چنے چبا کے اپنا پیٹ بھرا ہو اور دوسرے پیسے سے کسی رانڈ اور یتیم کا پیٹ بھرا ہو۔ اگر مسلمان بننے کی آرزو ہے اور خدا کی سچی رضامندی کی دل سے خواہش مند ہو تو یاد رکھو کہ بغیر اس کے ہرگز ہرگز نجات نہ ہوگی۔ سچے مستحقوں کو نہیں دیتے اور موٹے تازوں کو کما کما کے دیتے ہو جو خود محنت کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے۔ خدا اور رسول کا فرمان تو ایک طرف ان کا وجود قوم میں سخت مضر ہے۔ ہماری نسلیں اسی طرح سے برباد

ہوتی چلی جاتی ہیں اور کوئی ان کے متعلق پروا نہیں کرتا۔ جب لوگ انہیں دیکھتے ہیں کہ محنت و مشقت کے بغیر ہی انہیں ملا جاتا ہے تو وہ ان کی دیکھا دیکھی یہی ڈھیچر بنا لیتے ہیں اور جاہلوں کو تمام ملک در ملک ٹھگتے پھرتے ہیں۔ نئے نئے شعبدے سیکھتے ہیں اور نادانوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مخلوق میں کسے افضل گردانا ہے۔

لو سنو! میں کیا کہتا ہوں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے دریافت کیا۔ لوگوں میں سے کون بہتر ہے؟ عرض کیا جو مالدار ہو اور اللہ کا حق اپنے نفس و مال میں ادا کرتا ہو آپؐ نے ارشاد کیا "یہ شخص اچھا ہے مگر جس کو میں نے پوچھا ہے وہ نہیں" پھر اصحابؓ نے عرض کیا خدا اور رسولؐ اسے بہتر جانتے ہیں کہ کون شخص بہتر ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

فقیر یعطی جھدہٗ۔ (جو اپنی جانفشانی سے حاصل کردہ چیز دے دے)۔

اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ افضل وہ شخص ہے جو باوجود محتاج (صاحبِ ضرورت) ہونے کے اپنی جانفشانی سے کچھ پیدا کرے اور اس میں سے کچھ حصّہ خدا کی راہ میں دے۔ اس حدیث پر نظر کرکے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آج کل جو شخص اپنے کو فقیر اور ولی اللہ اور نہ جانے کیا کیا کہتا ہے کیا واقعی وہ افضل ہو سکتا ہے اور شریعت غرا سے کہاں تک لوگوں پر فضیلت دے سکتی ہے۔ وہ کبھی خدا اور رسولؐ کا پیارا نہیں ہو سکتا۔ جو خود محنت نہ کرے اور دوسروں کو فریب میں پھنسا کر اور دھوکہ دہی سے کام لے کر اپنا گھر بھرے اور امیروں کی طرح سے اپنی زندگی بسر کرے۔

فقیری کا دوسرا رنگ

اب میں فقیری کا دوسرا رنگ دکھاتا ہوں۔ اور وہ رنگ مجذوبیت کا ہے۔ تم روزمرہ اکثر قبروں پر دیکھتے ہو گے۔ بعض فقیر ہاتھوں میں ڈنڈا لے کر کودتے ہیں اور خدا کی جناب میں گستاخانہ کلمات نکالتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "بھیج بھیج نہیں (تو) میں ڈنڈا مار کر تیرا عرش توڑ ڈالوں گا۔"

جاہل بے چارے یہ دیکھتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ فقیر صاحب بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ خبر نہیں انہیں کتنی رسائی حاصل ہے کہ یہ خدا کے عرش کے ٹکڑے اڑا دیتے ہیں اور وہ بے چارے جو ان سے بن آتا ہے لے لے کے دوڑتے ہیں اور انہیں دیتے ہیں اگر انہوں نے نذرانہ قبول کر لیا تو اپنی نجات سمجھتے ہیں اور اگر نہ قبول کیا تو انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں ہمارے لیے کوئی آفت آسمانی نہ مستعد ہو اور کسی وقت آ کے ہمارا فیصلہ نہ کر دے۔ ان کی جان بھی بہ سبب جہالت کے عجیب کش مکش میں پھنسی رہتی ہے۔ ایک تو اپنا پیٹ کاٹ کے دیں اور دوسرے یہ غضب مول لیں الٰہی توبہ۔ خدا ان پر رحم کرے۔

سمجھ لو اے بھائی مسلمانو! خداوند تعالےٰ ان باتوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور اس کی پاک ذات ان بناوٹی جذبوں سے بہت دور ہے صرف دنیا کو اپنا معتقد بنانے اور ان سے ان کا مال اینٹھ لینے کے یہ سارے زراون فریب ہیں چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے:

ان اللہ یحب الفقیر المتعفف ابا العیال

اللہ تعالےٰ اس فقیر صاحبِ عیال کو پسند کرتا ہے جو سوال نہ کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو یہ ارشاد ہو اور تم اس بے ادب گستاخ فقیر کو مجذوب اور خدا کے پاس پہنچا ہوا تسلیم کرو۔ تم خود سمجھ سکتے ہو اگر کوئی شخص تمہارے بزرگوں کو کھڑے ہو کر برسرِ راہ گالیاں دے تو تمہیں کتنا برا معلوم ہو اور تم سے کچھ نہ ہو سکے تو تم ضرور اس کی طرف پھر کے نہ دیکھو گے چہ جائیکہ تمہارے برحق خالق اور روزی دہندہ کو ان بے ادب اور گستاخ الفاظ سے یاد کرے اور تم اسے ولی جان کے اور اس کی طرف اپنا مال و متاع جو تمہارے بچوں اور لواحقین کا حق ہے لے کے دوڑو اور اس کی ایک منظرِ التفات کے طلبگار رہو۔ کاش! اگر اتنا خوف خود خداوند تعالےٰ سے تمہیں ہو تو پھر اس کے پیارے بندوں میں سے ہو جاؤ۔ جن فقیروں کی نسبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ:

"امیروں سے پانچ سو برس پہلے داخلِ جنت ہوں گے"

وہ یہ بے ادب، لچے، گنڈے نہیں ہیں بلکہ ان فقیروں سے مطلب ہے جو محتاج ہو کے اپنی جاں فشانی سے پیدا کیا ہوا مال خود بھی کھاتے ہیں اور محتاجوں کو بھی دیتے ہیں جیسا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

یدخل فقراء امتی الجنۃ قبل اغنیاءھم بخمس مائۃ عام

(میری امت کے فقیر دولت مندوں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے)

جو حدیث میں ابھی تمہارے آگے بیان کر چکا ہوں جس میں افضل شخص کی نشانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔ یہ حدیث اور بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ حقیقت میں وہ فقیر افضل ہے اور دولت مندوں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیگا جس نے اپنی ریاضت سے کمایا اس میں سے کچھ آپ کھایا اور کچھ خدا تعالےٰ کی راہ میں دیا۔

موجودہ فقراء کی حالت

یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ کسی دنیا کو محنت کرنا حرام ہو اور اس کے لیے جائز ہو کہ وہ دوسروں کا ہاتھ تکے اور نئے نئے ڈھیچر بنا کے دنیا ٹھگنے کے لیے کھڑا کر دے۔ دولت دنیا جو مومن کی زینت اور آرائش کے لیے نہیں ہے اور جس سے خدا نے نفرت دلائی ہے ہمارے اس زمانے کے فقراء کی زندگی اور ایمان کا جزوِ اعظم ہو رہی ہے۔ کوئی صوفی اور سچا ہو فقیر ایسا ہے جو اپنی ریاضت میں محو ہو اور رزق اسی حد تک پیدا کرے جو اسے زندہ رکھ سکے اور تمام تعیش خیز سامانوں سے جو خدا کی یاد سے غافل کر دیں سخت پرہیز کرے۔ میں تو خیال کرتا ہوں کوئی بھی ایسا نہیں ہے اور اگر کوئی ہے بھی تو اس پر صد رحمت ہو۔ آج کل جو بڑے بڑے ولی اور اولیاء مشہور ہیں ان کے گھر نہایت قیمتی سامانوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں اور وہ ان میں اچھی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان نفیس نفیس سامانوں نے ان کا رہا سہا دین بھی برباد کر دیا۔ اور انہیں نفس کا ایسا بندہ بنا دیا کہ وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتے ان کا ہمسایہ تو فاقہ کشی کرتا ہے اور وہ اپنے معتقدوں کے صدقے میں روز زردہ، متنجن اڑاتے ہیں۔ ہر وقت دیگیں ان کے مکان میں کھنکتی رہتی ہیں۔ اعلیٰ درجے کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیروں عطر اپنی پوشاک میں لگاتے ہیں اور مشہور یہ کرتے ہیں کہ ہم ان چیزوں کا اس لیے استعمال کرتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ کو خوشبو بہت پیاری تھی۔ یہ ان کا نرا دھوکا اور فریب ہے اس صورت میں تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقلید کرتے ہیں لیکن جو اور فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ان سے انہیں کچھ غرض نہیں۔ خدا تعالےٰ کا ارشاد اپنے بندوں کے لیے کیا ارشاد ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔

(تھام رکھ اپنے کو ان کے ساتھ جو کہ پکارتے ہیں رب اپنے کو صبح و شام طالب ہیں اس کے منہ کے اور ان کو چھوڑ کر رونق دنیا کی زندگی کی تلاش میں تیری آنکھیں نہ دوڑیں اور اس کا کہا نہ مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا۔

نعتِ رسولؐ

قمر لدھیانوی

جو بھول کر بھی دعائے طلب کی یاد آئی
تو دفعتاً مجھے سوئے ادب کی یاد آئی

وہ ریگِ خشک سے چشموں کے پھوٹنے کا سماں
یہ آج دل میں خدا جانے کب کی یاد آئی

وہ کس کی یاد سے دل میں چمک اٹھے جگنو
یہ کیسی شب ہے کہ صبحِ طرب کی یاد آئی

پسند تھی نہ جسے رنگ و نسل کی تفریق
ہر اک نفس اسی عالی نسب کی یاد آئی

وہ لوگ قابلِ صد رشک ہیں قمر جن کو
دیارِ پاک میں ارضِ طرب کی یاد آئی

بقیہ: مشاہداتِ حجاز

ملک	حجاج	ملک	حجاج
گنیا	۱,۸۱۰	جنوبی افریقہ	۲,۵۵۹
سینیگال	۷,۷۱۹	نائیجیر	۳,۹۷۸
بالائی وولٹا	۱,۱۱۷	موریتانیہ	۸۶۷
تنزانیہ	۱,۳۱۲	کینیا	۷۳۴
زیمبیا	۳۱۶	چاڈ	۴,۰۰۳
گھانا	۸۶۰	ٹوگولینڈ	۱۶۱
وسطی افریقہ	۳۵۹	کانگو	۴۴
مالاگاس	۲۶	سیرالیون	۱۳۳
آئیوری کوسٹ	۹۳۰	جزیرہ ماریشش	۲۰۵
اور دیگر ممالک سے	۷۶۳		

یورپی ممالک اور امریکہ سے آنے والے کل زائرین حج کی تعداد ۴,۳۳۴ تھی ان میں —

برطانیہ	۱,۰۵۳	یونان	۲۸۶
پرتگال	۱,۰۶۱	سپین	۱۲۳
یوگوسلاویہ	۱۸	فرانس	۴۹۷

امریکی ممالک ۱۶۰ اور دیگر ملکوں سے ۱۱۱ زائرین آئے تھے اس طرح ۷۳ سے زاید ممالک سے چھ لاکھ ۴۵ ہزار ۱۸۲ زائرین نے فریضہ حج ادا کیا۔ گذشتہ سال بیرونی ممالک سے حج کے لیے سعودی عرب پہنچنے والے زائرین کی تعداد چار لاکھ ۹۷ ہزار ۴۳۹ تھی جس میں امسال تقریباً ۵۰ فیصد اضافہ ہوا۔

بقیہ: ہماری نماز

ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے۔ ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا۔ اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں آئی ایسی چیزوں کو مستحب کہتے ہیں۔ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ (۱) ایک مرتبہ سارا منہ دھونا (۲) ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک ایک دفعہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا بس فرض اتنا ہی ہے اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جائے گی تو وضو نہ ہو گا۔ (۱) پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا (۲) بسم اللہ کہنا۔ (۳) کلی کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) مسواک کرنا (۶) سارے سر کا مسح کرنا (۷) ہر عضو کو تین تین دفعہ دھونا (۸) کانوں کا مسح کرنا (۹) ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سنت ہیں اور ان کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ سنت یہی ہے کہ اسی طرح وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کرے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھوئے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے مطابق وضو نہیں ہوتا۔ اور گناہ کا خوف ہے۔

بقیہ: شذرات

آئین سے "خاتم النبیین" کا جملہ حذف کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اہلِ اسلام خصوصاً قومی اسمبلی کے ارکان کو قادیانیوں کی پر اسرار سرگرمیوں اور ان کی ریشہ دوانیوں سے ہر وقت باخبر رہنا چاہیے اور نئے آئین کی رو سے عقیدہ ختم نبوت کو جو تحفظ دیا گیا ہے اس کے عملاً نفاذ کی بھرپور جدوجہد کرنی چاہیے۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵ مئی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد رحمانیہ بالمقابل لکڑ منڈی پرانا دھرمپورہ لاہور میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا جس میں ● حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب فاضل دیوبند ● حضرت مولانا قاری عبد الحی عابد صاحب ● مولوی حسین احمد نعت ● قاری حاجی سراج الدین تلاوت قرآن پاک (خطیب جامع مسجد رحمانیہ محمد ابراہیم - دھرم پورہ لاہور)

۴۶۵۷

موت العالِم موت العالَم

یہ خبر علماء اور صلحاء کے لیے نہایت اندوہناک اور دلدوز ہو گی کہ مخدوم العلماء تاج الفقراء یادگارِ سلف حضرت مولانا سید مریدا حمد شاہ صاحب بندکورائی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان تقریباً ۹۳ سال کی عمر میں ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۸ بجے صبح انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم مفتی کفایت اللہ صاحب کے شاگرد اور حضرت مدنیؒ کے مرید تھے۔ تواضع و انکساری، خوش خلقی، نرم دلی ان کے امتیازی اوصاف تھے۔ حق گوئی و بیباکی ان کا شیوہ تھا۔ تقسیم سے پہلے جمعیۃ علماء ہند کے ساتھ رہے اور تقسیم کے بعد جمعیۃ علماءِ اسلام کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(حافظ محمد زکریا خطیب خانو خیل ڈیرہ اسمٰعیل خان)

آیتِ کریمہ

حسب سابق ربیع الثانی کی پہلی جمعرات یعنی مورخہ ۱۰ مئی کو بعد نماز مغرب جامع مسجد شیر انوالہ میں مجلس ذکر سے متصل شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور آیت کریمہ کا ورد کرائیں گے۔ بعدہ ملکی سالمیت جنگی قیدیوں کی باعزت واپسی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں گے نیز ۸ مئی بروز منگل بعد نماز مغرب مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں مجلس ذکر کرائیں گے۔

بقیہ :- جھوٹی نبوت کا دعویٰ ، تاریخی حقائق

کو "السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کے لحاظ سے صدیقِ اکبر کا خطاب دیا، مگر چند دنوں بعد جب عباس علی شاہ پر غلام احمد کے فریب و ریاکاری کا حال کھلا تو انھوں نے بیعت توڑتے ہوئے ایک پوسٹر شائع کیا اور لوگوں کو خبردار کیا۔ غلام احمد حسب عادت گالیاں بکنے لگے۔ جب انگریز نے سہارا دیا تو نبوتِ کاذبہ کو چار چاند لگ گئے۔ ابتداء وہ تھی، انتہا یہ ہے۔

دار البیعت

لدھیانے میں وہ مکان آج تک موجود ہے جس میں غلام احمد نے نبوت کا اعلان کیا تھا اور حکیم نور الدین نے ڈرامہ کا پہلا پردہ اٹھایا تھا۔ طالب علمی کا زمانہ بھی کیا جستجو و تلاش کا زمانہ ہوتا ہے ہمارے بچپن کے ساتھی نئے محلہ میں جہاں مرزائیوں کا پہلا دار البیعت ہے رہتے تھے ہمیں اسی کوچہ میں گزر کر اپنے ہم مکتبوں کے گھر تک جانا ہوتا تھا۔ جیسے ہم کم علم تھے ویسے ہی ہمارے ساتھی بھی تھے۔ ہم کیا جانیں۔ دار البیعت کسے کہتے ہیں۔ عربی رسم الخط تو ویسے بھی ہمارے لیے معمہ تھا چند شریر ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس کوچہ خاص سے گزر رہے تھے کہ دار البیعت پر نظر پڑی اسی کے نیچے کسی منچلے کاتب نے دار الشقاء بھی لکھ رکھا تھا مسجد کے امام صاحب جو اس طرف سے گزرے تو ہم اہی انہیں گھیر کر کھڑے ہو گئے اجی مولوی صاحب! اجی مولوی صاحب یہ کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا "دار البیعت" کیا معنی اس کے؟ مولوی صاحب نے فرمایا، بیعت لینے کی جگہ، پیر ماننے کی جگہ۔ ہمارے ایک شریر ساتھی نے کہا اور نیچے کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب فرمانے لگے کہ کسی شرارتی کاتب نے مرزائیوں کو چڑانے کے لیے یہ مذاق کیا ہے تم بھاگو یہاں سے تمھیں ان قصوں سے کیا کام۔

خدا جانے مرزائیوں کا یہ تاریخی مقام اب کس سکھ کے قبضہ میں ہے یہ بھی معلوم نہیں کہ اوپر کے کتبہ پر عمل ہوتا ہے یا نچلی شرارت پر۔

بہر حال اسی منحوس کوچہ میں کذب و افترا اور دجل مجسم کا خاتمہ ہو جاتا تو آج یہ مصیبت اس طرح ہولناک صورت اختیار نہ کر لیتی۔

بقیہ :- مجلس احرار - ایک سرفروش و جہاد جماعت

راکنی الاپے، ہماری غیرت کو یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ آج ہمارے درمیان ایسے افراد بھی موجود ہیں جو ایک الگ نبی کو ماننے والے ہیں اور یہی نہیں بلکہ انہیں مناصب جلیلہ عطا ہیں۔ ان کے نظریات و معتقدات ہم سے الگ ہیں۔ ان کی راہیں مختلف ہیں۔ ان کا مطمح نظر ہمارا ساتھ نہیں دے سکتا اور ہمیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے ان سب حالات

کی موجودگی میں احرار کس طرح خاموش بیٹھ سکتے ہیں۔ وہ حق کی ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لیے تیار ہیں تو پھر وہ کس طرح اب خاموش بیٹھ سکتے تھے۔ انہوں نے ہر محاذ پر مرزائیت سے ٹکر لی اور بالآخر اس فرقہ کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

بقیہ :- خطبہ جمعہ

پریشان اور غیروں کی زیادتیوں کا شکار ہیں۔ ایک بھائی کی گردن پر چھری چل رہی ہو تو دوسرا اس کی مدد کو نہیں پہنچ سکتا ہے بے چینی و پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ برسرِ اقتدار گروہوں کے اندر کھینچا تانی، سیاسی پارٹیوں کے اندر تصادم، مذہبی تنظیموں میں اتحاد و یگانگت کا فقدان، حتیٰ کہ ہر قبیلہ و خاندان اور ہر گھر میں لڑائی، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے انسانوں جیسا باہمی انس و پیار ڈھونڈے سے نہیں ملتا اور نام لیوا ان بزرگوں کے کہلاتے ہیں جو ہمیشہ اپنی ذات پر دوسرے کے مفاد کو ترجیح دیتے تھے۔ دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ کرتے کہ وہ ان کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا یہی برتاؤ اور حسن سلوک کا اصل ہتھیار تھا جس سے انہوں نے دلوں کی دنیا فتح کی۔ غیر مسلم متعصب رہنما بوکھلاہٹ میں الزام لگاتے ہیں کہ اسلام "تلوار کے زور سے پھیلا" حالانکہ واقعات و حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ اسلام نہ تلوار کے زور سے پھیلا نہ اقتدار اور سرمایہ کے بل بوتے پر۔ اس کے دامن میں سچائی امن اور رحمت تھی، عدل و انصاف تھا اور انسانی فلاح و بہبود کے بہتر سے بہتر اصول تھے جنہیں پیغمبر اسلام اور حضرات خلفائے راشدین نے نافذ کیا اور مملکت اسلامیہ خوشحالی و امن کا گہوارہ بن گئی۔ پھر کافر حکومتوں کے عوام نے مسلمان حکمرانوں کو خطوط لکھے کہ آؤ ہمارے ملک پر حملہ کرو ہمارے بادشاہوں اور راجاؤں نے ہم پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے ہمیں ان کے ظلم سے نجات دلاؤ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ عالم میں عدل گستری اور انصاف کی بالادستی کا وہ دور ہے جس نے انسانیت کو اس کا حقیقی شرف عطا کیا اور اس حقیقت کا اعتراف خود مخالفین نے کیا۔ نپولین کہتا ہے کہ اسلام کے پاس ایک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہوتا تو دنیا کا کوئی فرد کافر نہ رہتا۔ آج دین کے اسی فریضہ تبلیغ و ارشاد کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے جس وجہ سے اغیار کے حوصلے بلند اور مسلمان کے خلاف ان کی سازشیں زوروں پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اکابر کے صحیح نقشِ قدم پر چلنے اور اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

بقیہ :- طبی معلومات

کی مقدار میں صبح سویرے مکھن میں ملا کر کھائیں یا چھاچھ دودھ، شربت صندل وغیرہ سے کھائیں۔ سفوف فرحت کا نسخہ حسب ذیل ہے:-

ھو الشافی

۱۔ طباشیر کبود، ۲۔ کشنیز، ۳۔ صندل سفید، ۴۔ الائچی خورد، ۵۔ زہر مہرہ خطائی، ۶۔ کہربا شمعی ہر ایک پانچ تولہ، ۷۔ نارجیل دریائی ۳ تولہ، ۸۔ کشتہ عقیق ۲ تولہ، ۹۔ کشتہ مرجان ۱ تولہ، ۱۰۔ ورق نقرہ ۶ ماشہ، سب کو باریک پیس کر سفوف بنائیں۔

یہ سفوف بخاروں کی گھبراہٹ اور بے چینی، غشیان، قے، دست، پیاس، ہر حالت میں مفید ہے ضعف قلب خفقان، ضعف دماغ، غرض جملہ اعضائے رئیسہ کے لیے طاقت بخش ہے ——— جو حضرات خود تیار نہ کر سکیں وہ شیراز دواخانہ سے پانچ روپے فی تولہ کے حساب سے

بقیہ :- قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے

اسلامی تعلیمات کو بھول چکی ہے۔ اسلام نے تو رشتہ داروں، غریبوں اور مسافروں تک کے حقوق مقرر کر دیے ہیں۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الروم) قرابت والے مسکین اور مسافر کا حق ادا کیا کر۔ یہ باتیں ان لوگوں کے لیے بہتر ہیں جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

طبی معلومات

موسم گرما کی بیماریاں ـــ اور ـــ ان سے بچاؤ کی تدبیریں

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی ۔ سابق پرنسپل طبیہ کالج ، لاہور ۔

مولوی محمد اسماعیل میرٹھی مرحوم کی نظم "موسم گرما" کا یہ شعر زبان زد خاص و عام ہے۔ ؎

مئی کا آن پہنچا ہے مہینا
بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینا

میں نے اپنے ایک گزشتہ مضمون میں کہا تھا کہ برصغیر ہندو پاکستان میں بہار کا موسم صرف فرضی طور پر آتا ہے ـــ لیکن گرمی کا موسم ہمارے ملک کا حقیقی موسم ہے جس کا آغاز اکثر اپریل کے وسط ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور مئی کا مہینہ تو گرمی کا وہ منظر پیش کرتا ہے اور ہر انسان کو اپنے وجود کا احساس بخوبی دلا دیتا ہے جس کا نقشہ مولانا اسماعیل میرٹھی نے اپنے شعر میں کھینچا ہے۔

جب گرمی کے باعث انسانی جسم میں سے پسینہ خارج ہونا شروع ہوتا ہے تو انسانی جسم میں سے نمک کی بڑی مقدار اس پسینے کی شکل میں خارج ہو جاتی ہے۔ انسانی جسم میں اس نمک کے وجود پر قوت ہضم کا دارومدار ہے اس لیے نمک کے اخراج کا علاج یہی ہے کہ اس موسم میں نمک کا استعمال زیادہ کیا جائے تاکہ اس کی کمی اس حد تک نہ ہو جائے کہ انسان قوت ہضم سے محروم ہو کر مختلف امراض معدہ و جگر میں مبتلا ہو جائے۔

اس موسم میں لو لگنے سے بعض اوقات کیا انسان کیا حیوان موقع ہی پر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابھی اپریل ہی کا تیسرا ہفتہ ہے کہ لاہور میں لو لگنے سے موت کی دو چار وارداتوں کی خبر اخباروں میں چھپ چکی ہے۔ دیر تک ننگے سر دھوپ میں پھرنے سے لو لگنے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے اس موسم میں سر پہ ٹوپی یا پگڑی کا ہونا بہت مفید ہے کندھے پہ ایک بڑا رومال پڑا ہو تو وہ گردن کو بھی تمازت آفتاب اور لو سے محفوظ رکھتا ہے۔ عرب ممالک ہمارے ملک کی نسبت کہیں زیادہ تمازت آفتاب اور لوؤں کی آماجگاہ ہیں۔ عرب باشندوں کا ڈھیلا ڈھالا لباس اور خصوصاً سر پہ عربی رومال و عقال، گرمی، لو اور آندھی سے انسانی جسم کے جملہ اعضاء کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے ہمارے یہاں کرتا، شلوار، شیروانی، ٹوپی، رومال علمائے کرام ہی سے مخصوص ہو کر رہ گئے ہیں۔ عامۃ الناس نے اپنے دور غلامی کی یادگار مغربی لباس کو بدترین کم بختی کے ساتھ اب تک اپنے سینے سے لگا رکھا ہے لیکن اس لباس کے اس حصے کو جو گرمی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ تھا سر سے اتار پھینکا ہے۔ میری مراد ہیٹ سے ہے اس ہیٹ سے سر اور گردن تمازت آفتاب سے بڑی حد تک محفوظ رہتے تھے اس لحاظ سے یہ پگڑی کی ترقی یافتہ صورت کا مدعی بھی ہو سکتا تھا۔

راقم الحروف جب کبھی حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے ان کی حسین و جمیل شخصیت کے ساتھ ساتھ ان کے لباس سے بھی متاثر ہوتا ہے اور لباس کے معاملہ میں ان کے حسن انتخاب پر دل ہی دل میں داد دیا کرتا ہے بلکہ ان کا لباس دیکھ کر دور ہی سے پہچان لیتا ہے کہ حضرت مولانا تشریف لا رہے ہیں۔ اگرچہ فارسی کا یہ شعر اپنی جگہ بجا اور درست ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لیکن سچی بات یہ بھی ہے کہ "الناس باللباس"۔ اور کچھ نہیں تو ہم پاکستانیوں کا ایک مخصوص لباس تو ہونا چاہیے اور وہ لباس ہماری اسلامی اور معاشرتی روایات اور تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ اور سچ بات یہ ہے کہ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا لباس اسلامی اور مشرقی روایات کا مظہر اور آئینہ دار ہے۔

آمدم برسر مطلب ـــ لباس کے ذریعے باد سموم اور تمازت آفتاب سے محفوظ رہنے کے علاوہ دوسری غذائی تدبیریں یہ ہیں کہ اس [illegible] میں جہاں تک ہو سکے نمک کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے۔ صبح سویرے چائے کے بجائے چھاچھ، ستو، دہی وغیرہ کا ناشتہ کرنا چاہیے اور ان میں چینی کی بجائے نمک ملانا چاہیے۔ مٹی کے گھڑے میں نمک کی ایک ڈلی رکھنا چاہیے تاکہ پانی پینے سے بھی نمک حاصل ہو سکے۔ کچے آموں کے ٹکڑے کر کے پانی میں بھگو کر یہ پانی پینے سے لو کے اثرات کم ہونے میں مدد ملتی ہے۔ دوپہر کے کھانے میں پودینہ، اناردانہ، اور دھنیا سبز کی چٹنی ضرور استعمال کرنی چاہیے۔ اس سے قوت ہضم بڑھتی ہے۔ اس کھانے میں کھیرا بھی چٹنی لگا کر کھایا جا سکتا ہے۔ موسم گرما میں گوشت اور گھی کا استعمال بہت ہی کم کر دینا چاہیے اس کی بجائے سبزیاں خصوصاً گھیا، کدو، ٹینڈے، کریلے وغیرہ استعمال کرنا چاہئیں۔ کریلوں کے ہمراہ دوپہر کے کھانے میں نمکین چھاچھ کا استعمال بھی مفید ہے۔ برف کا اندھا دھند استعمال بہت مضر ہے۔ شام کا کھانا بہت ہی زود ہضم ہونا چاہیے اور اگر گندم کی روٹی کی بجائے چاول استعمال کیے جائیں تو وہ موسم گرما میں ایک زود ہضم غذا ہے۔ ہیضہ، پیچش، یرقان، پیاس کی شدت وغیرہ امراض موسم گرما ہی سے مخصوص ہیں۔ اس لیے اس موسم میں کھانے پینے کے معاملہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے نہ صرف کھانے پینے میں بلکہ دوسرے امور میں بھی بعض باتیں ملحوظ خاطر رہنی چاہئیں۔ مثلاً دوپہر کی گرمی میں آپ باہر سے گھر پہنچتے ہی کپڑے اتار کر پنکھے کی ہوا میں بیٹھ جاتے ہیں۔ یا فوراً ہی نہانے لگتے ہیں اور بغیر سستائے پانی پینے لگتے ہیں ان بے احتیاطیوں سے آپ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

موسم گرما میں دن طویل اور راتیں مختصر ہوتی ہیں اس لیے آرام کا موقع کم ملتا ہے اس سلسلہ میں آپ کو روزمرہ کا ٹائم ٹیبل بنانا چاہیے۔ صبح سویرے کم از کم چار بجے بستر سے اٹھ بیٹھنا چاہیے اور ایک آدھ میل کی سیر کرنا چاہیے۔ صبح کی نماز کے بعد گھر آ کر غسل فرمائیے، ناشتہ کیجئے اور اپنے کام پر روانہ ہو جائیے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے آرام کیجئے۔ سہ پہر اٹھئے اور نہائیے۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد ایک آدھ میل کی سیر کیجئے اور نماز عشاء کے بعد رات کو جلد سو جائیے۔ کوٹھے کی کھلی چھت پر ہوا میں سوئیے۔ بند کمروں میں پنکھوں کی ہوا میں سونے کی عادت ترک کر دیجئے اس سے آپ کے اعصاب متاثر ہوں گے اور آپ ضعف اعصاب اور ضعف قلب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

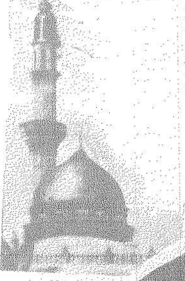
بعض نزاکت پسند حضرات موسم گرما شروع ہوتے ہی موٹے کپڑے اتار پھینکتے ہیں اور باریک ململ اور جالی وغیرہ کے کرتے پہننے لگتے ہیں جو گرمی کے اثرات سے انسانی جسم کو محفوظ نہیں رکھتے۔ اس کے برعکس موٹا کھدر جسم کو گرمی کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ [illegible] ان نازک طبع اصحاب کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ موسم گرما میں کھدر پہنیں کہ اپنے نازک جسم کو گرمی سے محفوظ رکھیں۔ ململ اور وائل پہننے کا موسم برسات کا موسم ہے جب حبس سے طبیعت گھبراتی ہے۔ خشک شدید گرمی کا موسم [illegible] تمازت آفتاب اور لو کی تاب نہیں رکھتا۔

موسم گرما میں جن حضرات کا دل بہت [illegible] دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، دل ڈوبنے لگتا ہے، سر چکرانے لگتا ہے اور بلڈ پریشر کے مریضوں [illegible] فرحت کا استعمال بہت مفید ہے۔ [illegible]

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ادارہ خدام الدین لاہور کی ایک تاریخی پیشکش

داستانِ حیات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ



مدنی نمبر

سرپرستی

زیرِ ادارت
مجاہد الحسینی

حسب و نسب — تذکرہ اسلاف

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے خاندانی حالات اور اسلاف کے تذکرے،

آسمان رشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے

جنہوں نے گم کردہ راہ انسانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا اور ظلمت کدۂ ہند میں زہد و تقویٰ، اور مجاہدہ و ریاضت کی شمعیں جلائیں۔

علم و فضل — تعلیم و تربیت

جلیل القدر اساتذہ اور عظیم المرتبہ علمی و دینی شخصیات جن کی نگاہِ کرم اور توجہ سے آپ علم و فضل کی رفعتوں اور بلندیوں سے سرفراز ہوئے

سیاست و قیادت

تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں آپ کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ، جو نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیا بھر کے مظلوم انسانوں اور محکوم قوموں کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں

فرنگی سامراج کے ہولناک مظالم: دار و رسن، قید و بند اور اسارت مالٹا کے لرزہ خیز واقعات

مسئلہ قومیت و وطنیت: حضرت شیخ مدنیؒ اور علامہ اقبال کے مابین ایک فکری و نظری عارضی اختلافات کا تحقیقی جائزہ، **نئی معلومات** — اقبال، طالوت خط و کتابت

اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا **خصوصی مقالہ** اور **انٹرویو**

ہمعصر شخصیات

دینی و سیاسی رہنما — حضرت شیخ مدنیؒ کے ساتھ ان کے مراسم و تعلقات کے علاوہ **مختلف شخصیات کے خصوصی انٹرویو**

مختلف دینی، سیاسی اور قومی تحریکوں کے بارے میں حضرت مدنیؒ کے تاثرات،

- حضرت مدنیؒ کے ساتھ فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والوں کے اختلافات اور ان کا موقف،
- پاک و ہند کے معروف اہل قلم، اور نامور دینی و سیاسی شخصیات کے بلند پایہ مضامین،

- دین و سیاست
- مجاہدہ و ریاضت
- جرأت و مردانگی
- حق گوئی و بیباکی

کی ایک ناقابلِ فراموش تاریخی سرگزشت

- شعراء کرام کا نذرانۂ عقیدت
- معرکہ آرا تقاریر
- خطبات صدارت
- نادر خطوط کا عکس

دارالعلوم دیوبند اور آپ کی رہائش گاہ کی تصاویر

قیمت
تین روپے پچاس پیسے

عنقریب شائع ہو رہا ہے

ایک ضخیم معلوماتی دستاویز ● خوشنما کتابت و طباعت ● سرورق قدیم آرٹ کا حسین مرقع

ناظم شعبہ اشاعت ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا